حاضر و ناظر
رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
از افادات
مناظر اسلام حضرت علامہ مفتی محمد عنایت اللہ سانگلہ ہل
تحقیق و ترتیب: ڈاکٹر محمود احمد ساقی

حاضر و ناظر

ضمیمہ

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

از افادات

مناظر اسلام حضرت علامہ مفتی محمد عنایت اللہ سانگلہ ہل

تحقیق و ترتیب ڈاکٹر محمود احمد ساقی

اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن

شاہ جمال ٹاؤن ایل ڈی اے کوارٹرز۔ دالٹن روڈ۔ لاہور

نام کتاب	حاضر و ناظر رسول صلی اللہ علیہ وسلم
مصنف	مناظرِ اسلام حضرت علامہ عنایت اللہ سانگلہ ہل۔
تحقیق و ترتیب	ڈاکٹر محمود احمد ساقی
بار	اوّل
اشاعت	اپریل ۱۹۹۶ء
تعداد	ایکہزار
ناشر	اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن جامعہ اسلامیہ پاکستان شاہ جمال ٹاؤن۔ ایل ڈی اے کوارٹرز والٹن روڈ۔ لاہور
پروف ریڈنگ	حافظ محمد صادق، علامہ حافظ عبدالغفار
کاتب	سیّد قمر الحسن ضیغم قادری، لاہور

واحد تقسیم کنندہ

کرم پبلی کیشنز۔ کمرہ ع7۔ پہلی منزل۔ سرور مارکیٹ۔ اردو بازار سرکلر روڈ۔ لاہور

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ
عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا
۝

کتبہٗ : سید قمر الحسن ضیغم ۹۳/۶

انتساب

جلیل القدر اساتذہ کرام ــــــــــــ

والد گرامی علامہ مفتی بشیر احمد قادری بھنڈ در ضلع شیخوپور، ابوالبیان مولانا سعید احمد مجددی، مولانا محمد نواز ظفر، مولانا نور الحسن تنویر چشتی جامعہ نقشبندیہ گوجرانوالہ، مولانا سعید احمد اسعد فیصل آباد، استاد العلماء مولانا نذیر احمد سکھیکی منڈی ضلع گوجرانوالہ، استاد العلماء مولانا نور محمد رحمۃ اللہ علیہ، استاد العلماء مولانا محمد فاضل رحمۃ اللہ علیہ، استاد العلماء علامہ محمد ذوالفقار علی رضوی جامعہ نقشبندیہ رضویہ سانگلہ ہل۔ پروفیسر ڈاکٹر علامہ محمد طاہر القادری، پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی، مولانا محمد اشرف جلالی، مفتی محمد خان قادری، مولانا ظہور الٰہی ملک، علامہ محمد ارشد نقشبندی، مولانا محمد صادق قریشی، مولانا سید غلام مصطفیٰ عقیل شاہ بخاری، مفتی عبد القیوم خان، پروفیسر محمد صدیق قمر، شیخ الحدیث مولانا محمد معراج الاسلام جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن، شیخ الحدیث مولانا عبد اللطیف مجددی اور مفتی گل احمد عتیقی، استاذ العلماء مولانا علی احمد سندیلوی

کے نام ــــــــ

جنہوں نے ایک جاہل کو علم و عرفان کی روشنی بخشی۔

محمود احمد ساقی

رحمۃ للعالمین

صلی اللہ علیہ وسلم

لوح بھی تُو قلم بھی تُو تیرا وجُود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
شوکتِ سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود
فقرِ جنیدؒ و بایزیدؒ تیرا جمالِ بے نقاب
عالمِ آب و خاک میں تیرے ظہُور سے فروغ
ذرّۂ ریگ کو دیا تُو نے طلُوعِ آفتاب
شوق اگر ترا نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب
تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل غیاب و جُستجو، عِشق حضور و اضطراب
تیرہ و تار ہے جہاں گردشِ آفتاب سے
طبعِ زمانہ تازہ کر جلوۂ بے حجاب سے

(علامہ اقبالؒ)

فہرست!

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط "آنی" ہے

پھر اُسی آن کے بعد ، اُن کی حیات
مثلِ سابق ، وہی جسمانی ہے

رُوح توسب کی ہے زندہ ، اُن کا
جسمِ پُرنور بھی رُوحانی ہے

پاؤں جس خاک پہ رکھ دیں وہ بھی
رُوح ہے ، پاک ہے ، نورانی ہے

یہ ہیں حیِّ ابدی ، اِن کو رضا
صدقِ وعدہ کی قضا مانی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چند معروف و معتبر حروف

۱۹۹۲ء میں مناظرِ اسلام علامہ مفتی محمد عنایت اللہ قادری علیہ الرحمہ کے مناظروں کو ترتیب دے کر "تاریخی مناظرے" کے نام سے شائع کیا۔ فقیر کو حیرت کیساتھ خوشی بھی ہے کہ میری اس ادنیٰ سی کوشش کو اہلِ سنّت کے بزرگوں نے پسند فرمایا۔ مناظرِ اسلام کے بعض تلامذہ نے اپنی یادوں پر مشتمل خطوط لکھے اور مولانا کی دوسری کتابوں کو شائع کرنے کی ترغیب دی۔

جن بزرگوں نے شفقت فرمائی ان میں سرفہرست حکیم اہلِ سنّت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ ہیں۔ فرماتے ہیں :

"مولانا عنایت اللہ سے میرا تعلق امرتسر سے قائم تھا۔ مولانا نے امرتسر میں جو مدرسہ جامعہ حنفیہ غوثیہ کے نام سے قائم کیا تھا اس کے معاونین میں مَیں اور میرے کئی دوست شامل تھے۔ پاکستان میں بھی ملاقات و محبت قائم رہی۔ مولانا کے امرتسر میں بھی کئی مناظرے ہوئے جن میں مَیں بھی شریک ہوا تھا۔"

مخدوم اہلِ سنت مولانا عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ العالی میرے لیے اور مجھ جیسے تحریر کی دنیا کے راہ نوردوں کے لیے بہت بڑا سہارا ہیں۔ ان کی شفقت و محبت علماءِ اسلاف کی سنّت کو زندہ رکھے ہوئے ہے۔ آپ نہ صرف لکھنے کی ترغیب دیتے ہیں بلکہ ہر

وقت بر شفقت کے لیے تیار رہتے ہیں ۔

انہوں نے "تاریخی مناظرے" کو شائع کرنے پر نہ صرف مبارکباد دی بلکہ اسے اور میری دیگر کتب کی اپنے مکتبہ قادریہ کے ذریعہ تقسیم کا اہتمام بھی فرمایا۔

کراچی سے ابوالبیان مولانا محمد جمیل الرحمٰن سعیدی صاحب اپنے خط میں فرماتے ہیں :

بخدمت اقدس محترم ومکرم جناب ڈاکٹر محمود احمد صاحب ساقی مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !

بعد تسلیم خیریت مطلوب وموجود ۔ صورتِ مراسلہ یہ ہے کہ ۳۰ اکتوبر ۹۵ء کو لاہور سے کتب خانہ قادریہ پر تاریخی مناظرے دیکھی ۔ فوراً خریدی۔ کراچی پہنچ کر مطالعہ کے لیے اٹھائی تو ایک ہی نشست میں پڑھ ڈالی ۔ آپ کی یہ حسین کاوش لائقِ صد تحسین ہے جس سے عوام مناظرِ اسلام کے کارہائے نمایاں سے محظوظ ومستفید ہوں گے ۔ اس کتاب کی ترتیب پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں نے عرصہ قبل ایک ٹوٹا پھوٹا سوانحی مضمون لکھا تھا اور ایک مضمون آپ کے شاگرد مولانا سیالوی سے لکھوایا تھا جو میری فائل میں موجود ہے ۔ اگر آپ فرمائیں تو ارسال کر دیے جائیں ۔ موزوں جگہ طبع ہو سکیں گے ۔ آج کل میں حضرت غزالیٔ دوراں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ پر مضامین وتاثرات جمع کر رہا ہوں جو ضخیم سوانحی کتاب کے پروگرام کے لیے زیرِ ترتیب ہیں ۔ اگر آپ کے پاس ذخیرۂ معلومات میں علامہ کاظمی صاحب سے متعلق کچھ ہو تو ضرور تاثرات کے ہمراہ تحریر کر کے عنایت فرمائیں تاکہ کتاب کی زیب وزینت میں اضافہ کا سبب ہو ۔ تمام مخلصین کی خدمت میں ما وجب والسلام!

مولانا محمد جمیل الرحمان سعیدی کا ارسال کردہ مضمون پیشِ خدمت ہے ۔

فیضِ درجت پیرِ طریقت حامیٔ سُنّت ماحیٔ بدعت

حضرت علامہ محمد عنایت اللہ صاحب قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ سانگلہ ہل والے

از غلام قمر الدین چشتی سیالوی مدرس دار العلوم امجدیہ کراچی

عرض حال

ناچیز کو یہ شرف حاصل ہے کہ حضرت موصوف کے حضور زانوئے تلمذ تہ کئے اور ظاہری و باطنی فیض و برکت سے اپنا حصہ حاصل کیا اور اس شرف پر نازاں ہوں ۔ اللہ تعالیٰ موصوف کی خدمات کو قبول فرمائے اور ان کے بتائے ہوئے راستے پر ہمیں چلنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین ۔ حضرت علامہ علیہ الرحمہ کے بارے میں کچھ تحریر کرنا مجھ جیسے ناکارہ انسان کے بس سے باہر ہے چونکہ عزیزی مولانا حافظ قاری محمد جمیل الرحمٰن سعیدی صاحب کے پیہم اصرار پر چند سطور سپردِ قلم کر رہا ہوں ۔ اللہ تعالیٰ مقبول فرمائے آمین !

حضرت علامہ کی خدمت میں حاضری

میری یاد کے مطابق ۱۹۵۹ء کا واقعہ ہے جب میرے استاذی المکرم قبلہ صاحبزادہ عزیز احمد صاحب مدظلہ العالی دار العلوم نقشبندیہ رضویہ سانگلہ ہل میں بحیثیت صدر مدرس کے خدمات سرانجام دیتے تھے تو میں اپنے دیگر ساتھی جناب صاحبزادہ محمد مکرم الدین صاحب مرولوی اور جناب علامہ عبد الرحیم صاحب بغرضِ تعلیم سانگلہ ہل حاضر ہوئے ۔ قبل ازیں ہم نے آستانہ عالیہ مکان شریف کفری وادی سون سکیسر میں ہدایۃ النحو تک تعلیم حاصل کی تھی چونکہ حضرت علامہ علیہ الرحمہ عموماً تبلیغی دورہ اور محافلِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

میں مصروف رہتے تھے اس لیے جمعۃ المبارک میں زیارت نصیب ہوتی تھی اور کبھی کبھی
وقت ملنے پر آپ دارالعلوم میں تشریف لاتے تو طلباء کرام سے زیرِ اسباق کتب اور فنون
کے بارے میں سوالات دریافت فرماتے تھے اور حضرت کو درسی کتب پر کافی عبور تھا اور
درسیات آپ کو ازبر تھیں بنابریں طلبا اور مدرسین آپ کا سامنا کرنے سے کتراتے تھے
طلباء کے ساتھ آپ کی شفقت قابلِ دید ہوتی ۔ آپ انہیں حصول علم کے لیے کوشاں رہنے
کی تاکید فرمایا کرتے تھے ۔ دارالعلوم کے سالانہ و ششماہی امتحان آپ خود لیا
کرتے اور اچھے نمبر پانے والوں کو انعام اور حوصلہ افزائی سے نوازتے ۔

طلباء کے ساتھ محبت

حضرت علامہ اپنے استاذ محترم حضرت محدثِ اعظم پاکستان علامہ سردار احمد صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کے طریقۂ مبارکہ کے مطابق طلباء کو لفظ " مولانا " سے مخاطب فرماتے تھے۔
اور طالب علم کی ہمت افزائی فرماتے تھے ۔ اور حصولِ تعلیم کے لیے محنت و لگن سے کام
لینے کی تاکید فرماتے تھے ۔ بندہ نے ایک بار کمزوریٔ حافظہ کی شکایت کی تو حضرت
نے درود تنجینا ہر روز صبح کی نماز کے بعد پانچ بار پڑھنے کی اجازت مرحمت
فرمائی اور اس کی بہت فضیلت بیان فرمائی۔

زہد و تقویٰ

حضرت علامہ علیہ الرحمۃ اپنے مسلک اہلِ سنت وجماعت (بریلوی) کے سختی
سے پابند تھے اور آپ بحوالہ فرمایا کرتے تھے کہ آج سے ڈیڑھ دو سو سال پہلے تمام
مسلمانوں کا یہی مسلک و عقیدہ تھا اور انگریز نے مسلمانوں میں تفرقہ کا بیج بویا ۔ اور
بزرگانِ دین کی محبت و عقیدت ختم کرنے کی کوشش کی۔ یہاں تک کہ حضور پُر نور

شافعِ یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بے ادبی اور گستاخی کو دینِ اسلام کہا جانے
لگا اور کچھ بدبخت قرآن وحدیث اور علم دین اس لیے حاصل کر رہے ہیں کہ حضور کی تنقیص
شان کو (العیاذ باللہ) کامل توحید و ایمان بیان کرتے ہیں حضرت علامہ علیہ الرحمۃ
کی ساری زندگی منکرینِ ختم نبوت اور منکرینِ شانِ رسالت منکرین شانِ صحابہ اور
منکرین شانِ ولایت کے رد میں گزری اور سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پابندی آپ
کا معمول تھا ۔ اور سفر و حضر میں آپ نے کبھی سنت نماز بھی نہیں چھوڑی اور نماز
باجماعت ادا کرنے کا معمول تھا ۔ بدمذہب سے ہاتھ ملانا بھی گوارا نہ تھا ۔ اور مسلکِ حقہ
اہلِ سنت وجماعت اور تمام اولیاءِ کاملین سے دلی لگاؤ تھا ۔ اور آپ فرمایا کرتے تھے
کہ فقیر کا معمول ہے کہ جس علاقہ میں حاضر ہوتا ہوں اس علاقہ کے اولیاء کاملین کی خدمت
میں نذر فاتحہ پیش کرتا ہوں اور ان کے تصرف کا متمنی ہوتا ہوں ۔

تبلیغی خدمات

حضرت علامہ علیہ الرحمہ جب بریلی شریف سے فارغ التحصیل ہوئے تو کچھ عرصہ
وہاں اور پھر داتا نگر لاہور میں مرکز علم وفن حزب الاحناف میں تدریسی خدمات سرانجام
دیں اور پھر رفتہ رفتہ سلسلۂ تقاریر بڑھا ۔ اور سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ میں حضرت پیر
سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان پر تشریف لائے ۔ اور اس پیاسی سرزمین
کو خوب سیراب فرمایا اور خدمتِ دین میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے کہ قیامت
تک جامع مسجد کے فلک بوس مینار بھی گواہ ہیں اور جامع مسجد کے ساتھ دینی علوم
کا مرکز جامعہ نقشبندیہ رضویہ بھی قائم فرمایا ۔ اتنے مختصر عرصہ
میں ایسی عظیم الشان مسجد و مدرسہ کا پایہ تکمیل تک پہنچانا آپ ہی کا خاصہ ہے اور روزمرہ
تقاریر کا سلسلہ جو دیہاتوں، قریوں اور گاؤں تک پھیلا ہوا تھا اس میں لاکھوں مسلمانوں

کے ایمانوں کو پختہ اور مذہب حقہ پر قائم و دائم فرمایا بلکہ اپنی خداداد صلاحیتوں سے
مدلل اور باحوالہ وعظ و نصیحت سے کئی گم کردہ راہِ راست پر آگئے ۔ کافی لوگوں کو
سلسلہ قادریہ رضویہ میں بیعت بھی فرمایا ۔

شرفِ شاگردی

بندہ کی کتب جب انتہا کو پہنچیں تو تقریباً ۶۵-۱۹۶۴ء کو ہدایہ شریف بطور
شفقت اپنے پاس رکھ لی ۔ اور اس طرح ناچیز کو شرفِ تلمذ حاصل ہوا ۔ اور چونکہ
حضرت اکثر باہر رہتے تھے مگر لبا اوقات جلدی واپس ہوتے اور ناچیز کو اسباق پڑھاتے
اور کبھی کبھی اپنے ہمراہ سفر میں بھی ساتھ لے جاتے تھے ۔ بڑی محنت سے سبق پڑھاتے
تھے اور مجھے بھی اس پر فخر ہے کہ حضور کے خوشہ چینوں میں ہمارا بھی شمار ہے ۔

(اسی زمانے میں "المقیاس" لاہور ، "السعید" ملتان اور پندرہ
روزہ "طوفان" بھی زیرِ مطالعہ رہے جن میں پرمغز مقالات اور احسن پیرایے میں
مسلک حق اہلِ سنت و جماعت کی خوب خوب ترجمانی ہوتی ۔ مؤخرالذکر دونوں رسالے
غزالیٔ زماں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سرپرستی میں
جاری تھے ۔ پھر "طوفان" واقعی طوفان تھا جس نے شورش زدہ چٹانوں کو ہلا کے رکھ دیا ۔
تھا اور جب "چٹان" کے شمارے مذہبی منافرت پھیلا رہے تھے اور مخالفین پاکستان
احراری دیوبندی کی شہ پر سب و شتم میں پیش پیش تھے اس وقت پندرہ روزہ "طوفان"
نے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ترکی بہ ترکی جواب دینے میں اس محاذ پر امیر البیان بہروزی
نے نظم و نثر کی ذمہ داری خوب انجام دی ۔ (محمد جمیل الرحمٰن سعیدی) ۔

اہم واقعہ

ایک بار نارووالی ضلع گجرات میں جلسہ میں تشریف لے گئے ۔ ناچیز بھی ہمراہ تھا ۔

ایک صاحب تشریف لائے اور کہنے لگے کہ میری بھینس تازہ تازہ دودھ والی ہے
مگر دودھ دوہنے نہیں دیتی اور اپنے بچّہ کو بھی دودھ نہیں پلاتی ۔ براہِ کرم کوئی
تعویذ یا دم فرمادیں تو آپ نے فوراً فرمایا کہ سات بڑے بڑے گستاخانِ رسولِ کریم کو
خوب کوس کر اس کے کان میں پھونک دیں ۔ انشاء اللہ پاؤں بھی نہیں اٹھائے گی ۔
وہ آدمی بڑا حیران ہوا اور ہکا بکا رہ گیا ۔ آپ نے فرمایا پہلے جا کر عمل کریں اور پھر میرے
پاس تشریف لاویں ۔ میں وجہ بھی بدلیل بتا دوں گا ۔ وہ آدمی گھر گیا اور عمل کیا ۔
بھینس نے دودھ دے دیا ۔ پھر وہ آپ کے پاس آیا اور اس نے خوشی کا
اظہار کیا کہ کئی دن سے جس مصیبت میں گرفتار تھا وہ جلدی حل ہوگئی ۔ مگر اس کی
وجہ پوچھنے کی خواہش بھی تھی ۔ آپ نے فرمایا کہ رب کے رسول کے دشمنوں کو دشمن
سمجھنے سے ان دشمنوں کا دوست شیطان بھاگ جاتا ہے اور بندہ کی مشکل حل ہو جاتی
ہے ۔ جیسے سر میں درد ہو تو بعض بزرگانِ دین نے تعویذ فرمایا کہ فرعون ، شداد ،
نمرود ، ہامان ، قارون وغیرہ نام لکھ کر ان کو جوتے مارنے سے سر درد غائب ہو
جاتا ہے ۔ کیونکہ یہ اللہ کے دشمن ہیں اور یہ ہمارے نظریہ کی دلیل ہے ۔

آخری ملاقات

راقم الحروف تقریباً سات سال تک سانگلہ ہل جامعہ ہذا میں تعلیم میں مصروف رہا ۔
اور اختتامِ تعلیم پر سانگلہ ہل سے فارغ ہو کر ۱۹۶۶ء کو کراچی "دارالعلوم امجدیہ"
برائے دورۂ حدیث حاضر ہوگیا ۔ اور اس طرح حضرت سے دور ہوگیا ۔ مگر روحانی
طور پر تو ہر سنی مسلمان ان کا قریبی تھا ۔ فراغت کے بعد کراچی میں ہی قیام پذیر ہوں ۔
اسی جامعہ میں خدمات انجام دینے پر مامور ہوں ۔ گذشتہ دو سال قبل جب حضرت
کراچی تشریف لائے اور جامعہ امجدیہ میں زیارت نصیب ہوئی تو حضرت نے میرے

چہرے کو دیکھ کر فرمایا کہ " ادے قمر تو بابا ہو گیا ہے "۔ کیونکہ چودہ سال کے بعد قدم بوسی حاصل ہوئی تھی۔ اور کراچی کی آب و ہوا نے میری داڑھی کے بالوں کو چاندی کی تاروں میں بدل دیا ہے۔ اس لیے حضرت نے ازراہِ تفنن یہ کلمات ارشاد فرمائے۔

اللہ تعالیٰ حضرت موصوف کی خدمات کو مقبول فرمائے اور مسلک حقّہ کی خدمت کا اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ حضرت کے صاحبزادگان، شاگردان اور متعلقین کو نعمتِ دارین سے مالا مال فرمائے۔

(۱۵ مئی ۱۹۸۲ مطابق ۲۰ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ)

❖

استاذِ محترم پروفیسر محمد صدیق قمرؔ استاد گورنمنٹ ڈگری کالج عارفوالہ نے تو شفقتوں کی انتہا فرمادی۔ موصوف خود عربی، فارسی، اردو اور انگریزی کے ماہر ترین استاد ہیں۔ اردو کے صاحبِ طرز نثر نگار اور قادر الکلام شاعر ہیں۔ اقبالیات ان کا پسندیدہ مضمون ہے۔ اقبالی کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ دو تین ایم۔اے کر رکھے ہیں۔ آج کل پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھ رہے ہیں۔

مجھے یہ فخر ہے کہ میں نے اردو انگریزی اور فارسی اُن سے جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن میں پڑھی۔ اقبال کا فارسی کلام ان سے سبقاً پڑھنا بہت بڑی سعادت و خوش نصیبی سمجھتا ہوں۔ اپنے خط میں فرماتے ہیں۔

ڈیئر ڈاکٹر محمود احمد ساقی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی تصنیفِ لطیف بعنوان "اسلامی عقائد" تاریخ ترسیل سے دو ماہ بعد موصول ہوئی ہے۔ عصرِ حاضر میں ذہنی الجھنوں اور عقائدِ اسلامیہ کے باب میں پائی جانے والی تشکیک اور مغالطوں کے ازالہ و ابطال کے باب

میں تصنیف قابل قدر ہے۔ بعض جوابات تشنہ ہیں۔ آئندہ ایڈیشن میں امید ہے کہ یہ تشنگی بھی دور کر دی جائے گی۔ آپ کی دیگر اہم تصانیف سے ہمارا محروم رہنا میرے خیال میں آپ کو بھی اچھا نہیں لگے گا۔

آپ جیسے شاگرد اساتذہ کے لیے قابلِ فخر ہوتے ہیں اور میں بجا طور پر آپ پر فخر کر سکتا ہوں۔

ڈاکٹر غلام شبیر قادری کو بھی میری طرف سے مبارکباد دیں۔ اگرچہ آپ دونوں نے "اسلامی احکام کی حکمتیں ـ موجودہ سائنس کی روشنی میں" لکھ کر اسے لاہور تک محدود کر رکھا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ کریم آپ کے درجات بلند فرمائیں اور آپ کے قلم میں زور اور برکت دیں۔

❖

مولانا غلام مہر علی چشتی نے چشتیاں ضلع بہاولنگر سے اپنے خط میں اپنی یادداشتیں بھی تحریر فرمائیں۔ ساتھ اپنی کتاب "الیواقیت المہریہ" سے چند صفحات کی فوٹو کاپی ارسال فرمائی۔ آپ بھی پڑھ لیں۔

مولانا غُلام مہر علی، چشتیاں

حضرت مولانا عنایت اللہ صاحب مرحوم کے متعلق میں نے اپنی تصنیف "الیواقیت المھریہ" میں جو کچھ لکھا تھا، اس کی فوٹو سٹیٹ ارسال ہے۔

آپ اس سے استفادہ فرما سکتے ہیں۔ میں نے دو مناظروں میں ان کی عالمانہ و مناظرانہ گرفتیں دیکھی ہیں۔ اگر زبان کا ثقل نہ ہوتا تو وہ وقت کے امام المناظرین تھے۔ منقول دلائل مناظرہ میں چلتے ہوئے کسی علمی نکتہ میں بحث میں اپنی ساتھی علماء کے مشورہ کو وہ فوری قبول فرما لیتے تھے۔ اپنے پاس جمع شدہ ذخیرہ کے علاوہ جب بھی میں نے انہیں

کوئی حوالہ یا نکتہ پیش کیا انہوں نے قبول فرمایا۔ چک ۱۵۱/ ٹو۔ ایل ہارون آباد اور
موضع جمیرا بورے والا میں مسئلہ علم غیب اور مسئلہ دعا بعد الجنازہ میں انہوں نے
مولوی شمس الدین گوجرانوالہ اور مولوی محمد یوسف رحمانی کو صریح شکست دی۔ چک ۱۰۱/
ٹو ایل میں مسئلہ کفریاتِ دیوبندیہ میں میں مناظر تھا وہ میرے معاون تھے۔ مولوی اشرف علی
تھانوی کی عبارت حفظ الایمان جس میں اس نے کلمہ " ایسا " سے علم نبوی کو علم مجانین
و بہائم سے تشبیہ دی ہے۔ دیوبندی مناظر سے ایک گھنٹہ بحث ہوتی رہی بالآخر
اس عبارت کو کفریہ ہونے سے دیوبندی مناظر نہ بچا سکا تو راہِ فرار اختیار کی۔

حضرت مولانا عنایت اللہ صاحب کے معلومات ایک بحرِ ناپید اکنار تھے۔ افادہ
واستفادہ میں انہوں نے کبھی پہلو بچانے کی کوشش نہیں کی۔

وہ بہت محنت کرتے تھے۔ اور اسلوب وعظ میں وہ مسلکِ اہلسنّۃ کی استدلالی
قوت کو اجاگر کرنے میں پوری قوت صرف کر دیتے تھے۔ ان کی محنت و مطالعہ کا یہ
عالم تھا کہ وہ ایک دفعہ سانگلہ سے چشتیاں میرے پاس صرف اس لیے تشریف لائے کہ
مولوی صدیق حسن وہابی کی کتاب حضرات التجلی صرف میرے پاس ہے اور اس میں
حقیقۃ محمدیہ کے حقائق عالم میں ساری و حاضر و ناظر ہونے کی تصریح والی عبارۃ نقل کر کے
تشریف لے گئے : فقط

بندہ غلام مہر علی چشتیاں شریف

۲۷ - ۴ - ۹۲

عبارۃ الیواقیت المہریہ

ومن مشاهير فضلائنا المناظر الجليل والمفتي العلام
مولانا محمد عنايت الله خطيب المسجد الجامع بسانگله من
مضافات لائلپور ولد العلامه محمد عنايت الله ابن الصالح نواب

الدين بقرية هرد وبريار من مضافات شيخوپوره سنة ميلادية
تسع عشرة بعد الالف وتسع مائة اخذ العلوم الابتدائية
عن الفاضل احمد الدين ببلدة سكهيكى والصرف والنحو عن
علامة العصر القاضي عبد السبحان بقصبة على پور الشريف من
مضافات سيالكوٹ ثم الفقه والاصول عن العلامة شمس الدين
ببريلي الشريف ثم بعض العلوم في مدرسة مزار العارف الخواجه
غلام فريد رحمه الله تعالىٰ بكوٹ مٹھن الشريف من مضافات
ڈيره غازى خان ثم الحديث الشريف بدار العلوم منظر الاسلام
ببريلي الشريف عن المحدث الكبير والعارف الشهير مولانا
سردار احمد رحمه الله بانى دار العلوم مظهر الاسلام بلائلپور
وشرف عنه بسند الحديث وعمامة الفضيلة سنة الهجرية ثلث
وستين بعد الالف وثلثمائة وبعد الفراغ عن العلوم تعين صدر
المدرسين بدار العلوم حزب الاحناف بلاهور فافاض العلوم فيها
مدة ثم درس العلوم زمانا بقصبة شرقپور بمدرسه العارف
الشرقپوری رضی الله عنه ثم اسس دار العلوم العظيمة ببلدة
امرتسر ثم هاجر سنة تقسيم الملك الى باكستان وتعين خطيب
المسجد الجامع ببلدة سانگلة المذكورة والى الأن يقيم ولفيض
العلوم فيها يعظ فى اكناف الملك واشتهرت مواعظة فى استيصال
فتن الخوارج الوهابية والديوبندية جمضا فى قرية نمرة ۱۵۱/ ج-ل
من مضافات هارون آباد سنة الهجرية ثلاث وسبعين بعد
الالف وثلاثمائة فى المناظرة المنعقدة بيننا وبين الديوبندية

فی مسئلة علم غیب النبی الکریم العلیم علیه الصلوٰة والتسلیم وعباراتهم الکفریة وکان دعا الدیوبندیة مناظرهم المولوی شمس الحق من بلدة گوجرانواله فناظربه العلامة محمد عنایت الله فی مسئلة العلم واثبته بالدلائل القاهرة ولطش علی شمس الحق لا مفرله ولا مقرو ناظرت بمناظرهم فی عباداتهم الکفریة المنتهة فی شان سید المرسلین فلما قمت للمناظرة وعرضت عبارتهم الکفریة المندرجة فی رسالتهم حفظ الایمان للتهانوی فبهت الدیوبندیه وفروا من المناظرة بالفساد و من یضل الله فماله من هاد۔

استاذی المکرم شیخ الحدیث مولانا معراج الاسلام مدظلہ العالی غریب خانے پر تشریف لائے تو فرمانے لگے:
"سمجھ میں نہیں آتا تم ڈاکٹری، تدریس اور تصنیف وتالیف تینوں کام کیسے کر لیتے ہو۔"

⁂

الحاج مولانا ابو داؤد صادق صاحب مدظلہ العالی اپنے خط میں تحریر فرماتے ہیں:

عزیز القدر ڈاکٹر محمود احمد ساقی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
"رضائے مصطفٰی" کے شمارے ارسال کئے جا رہے ہیں۔ آپ ان سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ مولانا معراج الاسلام صاحب کا ایڈریس درکار ہے۔ ------- نامی کتاب کے بارے میں معلوم کر کے ارسال کریں کہ کس نے تحریر کی ہے!

فقط

ابو داؤد محمد صادق، گوجرانوالہ

"تاریخی مناظرے" پر لوح وقلم کا تبصرہ!

(تبصرہ نگار سید شبیر حسین شاہ نقوی)

نام کتاب	تاریخی مناظرے
مصنف	مفتی محمد عنایت اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ۔
مرتبہ	ڈاکٹر محمود احمد ساقی
قیمت	۲۱ روپے
ناشر	مکتبہ اہلسنت جامعہ نقشبندیہ رضویہ سانگلہ ہل
ملنے کا پتہ	مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری گیٹ۔ لاہور۔

۹۸ صفحات پر پھیلی ہوئی یہ تحریر اہلسنت وجماعت کے ایک عظیم مبلغ مناظرِ اسلام حضرت علامہ محمد عنایت اللہ قادری کے احوال و آثار اور ان کے تاریخی مناظروں کا ایک عکس جمیل ہے۔ جسے منظر تحریر پر لانے میں جناب ڈاکٹر محمود احمد ساقی نے خاصی محنت کی ہے۔ علامہ مرحوم کے تحریری مناظروں کو مسلکِ اہلسنت کے محقق علماء سے حاصل کر کے عرق ریزی اور جانفشانی کے ساتھ ایک خوشنما سانچے میں ڈھال کر ایک دلچسپ تحریر کی صورت میں قارئین کے لیے پیش کر دیا ہے۔ "تاریخی مناظرے" حق وباطل میں فرق جاننے کے لیے ایک مفید آلہ ہے۔ مؤلفِ کتاب نے اپنے وضاحت میں لکھا ہے کہ "تاریخی مناظرے" طبع کروانے کا مقصد ایک علمی کام کی حفاظت ہے نہ کہ کسی کی دل آزاری" اہلسنت کے عظیم محقق علامہ عبدالحکیم شرف قادری زیدمجدہ نے کیا خوبصورت بات کہی ہے۔

"ہمارا مقصد ایسا لٹریچر تیار کرنا ہے جس سے عقائد کی درستی کے ساتھ ساتھ عمل کی اہمیت اجاگر ہو کیونکہ انسان کی دینی زندگی کو اگر ایک پرندہ قرار دیا جائے تو عقیدہ اور عمل دو پر ہوں گے اور ظاہر ہے کہ ایک پر کے ساتھ پرواز کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔"

اس کے علاوہ بے شمار بزرگوں نے محبت کا اظہار فرمایا :

استاذ گرامی شیخ الحدیث مولانا عبد الطیف مجددی جامعہ نعیمیہ، لاہور ۔ استاذِ گرامی ابو البیان مولانا سعید احمد مجددی گوجرانوالہ ۔ مولانا محمد منشا تابش قصوری، جامعہ نظامیہ لاہور ۔ ڈاکٹر محمد حنیف مغل پورہ لاہور ۔ ڈاکٹر احمد علی کولاچی، لاڑکانہ ۔

مولانا منشا تابش قصوری صاحب کا ارشاد تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ مبارک پر لکھو : حاضر و ناظر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت، امید ہے ان کے لیے خوشی کا باعث ہو گی ۔

...

مناظرِ اسلام مولانا عنایت اللہ علیہ الرحمہ جامعہ رضویہ فیصل آباد میں ہر سال فاضل علماء کو تخصص کی غرض سے صحاح ستّہ کے بارے میں تفصیلی درس دیا کرتے تھے جو کئی ہفتے جاری رہتا ۔

ان دروس کے تحریر کردہ حواشی کے فائل اور میری مطلوبہ کتب استاذِ گرامی مولانا ذو الفقار علی رضوی مدظلہ العالی نے فقیر کو عنایت فرما دیئے ہیں ۔ ہمارے مرکز "جامعہ اسلامیہ پاکستان" کے فاضل اساتذہ برادرِ مکرم علامہ حافظ مبشر احمد، برادرم ڈاکٹر غلام شبیر قادری[1]، عزیزم ڈاکٹر حافظ عبد الغفار ان مسودوں پر تحقیقی کام کر رہے ہیں ۔ امید ہے جلد ہی یہ سلسلہ "تقاریرِ بخاری" کے نام سے اشاعت پذیر ہو کر آپ تک پہنچے گا ۔

"حاضر و ناظر رسول" کی برکت سے " اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن" کا قیام عمل میں آیا ہے ۔ اسی کے زیرِ اہتمام میری کتاب " آدابِ شیخ کی شرعی حیثیت" طبع ہو چکی ہے ۔ موجودہ کتاب کی اشاعت میں میرے بڑے بھائی علامہ حافظ مبشر احمد

ناظمِ اعلیٰ جامعہ اسلامیہ فاروقیہ، اور جناب اعجاز احمد سیفی صاحب کی معاونت کار فرما ہے ۔ اللہ تعالیٰ ان کو دین و دنیا کی برکتوں سے مالا مال فرمائے ۔

میرا "تاریخی مناظرے، حاضر و ناظر رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تقاریرِ بخاری" کا شائع کرنا فقط اس لیے ہے تاکہ مناظرِ اسلام جیسی ہستی کا کام آپ تک پہنچ جائے ۔ کیونکہ

مولانا عنایت اللہ علیہ الرحمہ، میری اور آپ کی تاریخ کا نام ہے ۔ یہ سلسلۂ تاریخ مناظرِ اسلام سے شروع ہو کر امام احمد رضا خان قادری سے ہوتا ہوا علامہ فضل حق خیر آبادی تک پہنچتا ہے ۔ یہ سلسلہ مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے ۔ آپ کو بھی ہونا چاہیئے ۔ یہ میری خواہش ہے ۔ کیونکہ ؎

بے جام و سبو کوئی ملاقی نہیں رہتا
بے حلقۂ رنداں کوئی ساقی نہیں رہتا
جو قوم بھلا دیتی ہے تاریخ کو اپنی
اس قوم کا جغرافیہ باقی نہیں رہتا

فقط

محمود احمد ساقی
جامعہ اسلامیہ پاکستان
شاہ جمال ٹاؤن ایل ڈی اے کوارٹرز والٹن روڈ ۔ لاہور
فون کلینک : 7413267

---

[1] اس سے قبل ڈاکٹر غلام شبیر قادری عرب کے نامور عالم محمد علوی مالکی کی معرکۃ الآرا کتاب "ذخائرِ محمدیہ" کا ترجمہ کر چکے ہیں جسے لاہور سے عالمی دعوتِ اسلامیہ نے شائع کیا ہے ۔

پہچان

عرضِ ساقی

میں نے دنیا کی ایک اعلیٰ حکمت سے خبر پائی ہے۔ خبر، خیال، خوش اندیشی اور خیر طلبی کے اسرار و رموز اس میں پنہاں ہیں۔ کچھ توشہ تمہاری شنوائیوں اور بینائیوں کے درمیان بانٹنا چاہتا ہوں۔ میں نے اس حکمت سے معنی اور بیان کی وہ دولت پائی ہے جو ذہن کی تربیت اور روح کی خوش حالی میں تمہارے کام آئے گی۔

اس توشے سے روح اور دماغ کو جلا بخشو۔ شعور کو پختگی دو۔ میں نے اس نادر حکمت سے تمہارے وجود کے باطن اور ظاہر کے لیے جو کچھ کسب کیا ہے وہ یہ ہے کہ صبح اور شام کی جس گامزنی سے "بدمذہب" ہو جانے کا ڈر ہو اس کے حق میں اپنے گھٹنوں کو شل جانو۔ بدمذہبی کی دلدل کی طرف بڑھنے سے زندگی بھر ایک پتھر کی طرح بے جنبش رہنا کہیں بہتر ہے۔ اس بات کو مت جھٹلاؤ کہ کچھ لوگ لفظ مصلحت کی آڑ لے کر بدمذہبوں کے ساتھ ملنے جلنے کو تحفظ دیتے ہیں۔ ان کے ساتھ ملتے ہیں اور اپنے اس گھناؤنے فعل سے بدمذہبی کی دلدلوں کے سفیر ثابت ہوتے ہیں۔ کوئی انہیں مذہبی جرائم پیشہ کہے یا دلدلوں کے سفیر —— بات ایک ہی ہے صرف لفظ مختلف ہیں۔ کردار ایک ہی ہے۔ بقول شخصے ؎

قافلے دلدلوں میں جا ٹھہرے   راہنما اب بھی راہنما ٹھہرے

کیا ایسا نہیں ہے؟ بڑے دکھ کی بات ہے اور اسے بڑے دکھ کے ساتھ کہنا اور سننا چاہیئے کہ ایسا ہی تو ہے۔ تم اس جھوٹ کی دلدل کی طرف کب تک بڑھتے

رہو گے۔ آخر کب تک؟ اس مصلحت پر لعنت بھیجو اور سچ جہاں بھی ہو اس تک پہنچنے کے لیے دل اور جاں سے گزر جاؤ۔ سچ کا آغاز بڑا ہی جان لیوا ہوتا ہے۔ اس میں مغز اذیت ناک سوزش سے دہکنے لگتا ہے۔ تلوے آبلے اگلنے لگتے ہیں۔ اور سستانے کی ایک گھڑی بھی نصیب نہیں ہوتی۔

اگر مسافر نے اس دہکتی اور تپتی ہوئی اذیت کو سہار لیا تو جان لو کہ وہ اسی لمحے انجام تک پہنچ گیا۔ ایک ایسے فرخندہ و فیروزمندانہ انجام تک جسے دیکھنے والے اور اس کے بارے میں سننے والے وہ لوگ بھی جن کی زندگی پر ہمیشہ رشک کیا جاتا رہا ہو اپنی ساری زندگی اس انجام پر رشک کرتے ہوئے گزار دیں۔

اس انجام کے مستحق کو مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں:

۱۔ ہر روز نئے موقف نئی تراہیم کے ساتھ سے فراغت۔

۲۔ قائدین کی خوشامدانہ ڈیوٹی سے فراغت۔

۳۔ ایک جھوٹ نبھانے کے لیے جھوٹ در جھوٹ سے رہائی۔

۴۔ کسی کی مجددیت کے لیے بنیاد فراہم کرنے سے چھٹکارا۔

۵۔ اس کے نزدیک فرشتہ ہمیشہ فرشتہ اور شیطان ہمیشہ شیطان رہتا ہے۔

۶۔ تاویلوں سے رہائی۔

تم میں سے بہت سے لوگ شاید یہ جاننا چاہیں گے کہ سچ آخر ہے کیا؟

سچی بات یہ ہے کہ میں یہ بتانے سے یکسر قاصر اور عاجز ہوں کہ سچ کیا ہے! اس لیے کہ شاید سچ کو جانا نہیں جا سکتا۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ اسے ہر آن اور ہر ساعت پہچانا جا سکتا ہے۔ اور پہچانا گیا ہے۔ پہچانا جاتا ہے۔ کیا یہاں میں ایک بات کہوں؟ کہو کہ ہاں۔ وہ بات یہ ہے کہ جاننے میں اتنی بھلائی نہیں ہے جتنی بھلائی پہچاننے میں ہے۔ پھر یہ کہ جاننے میں بہت سی شرطیں ہیں۔ بہت سی رمی

شرطیں۔ اس کے لیے بہت سے دنیوی ہنر سیکھنے پڑتے ہیں اور بہت وقت لگانا پڑتا ہے۔ جو ضائع بھی جا سکتا ہے۔ جاننا ایک پیشہ ہے اور پیشہ تو پیشہ ہی ہوتا ہے وہ بیٹھے بیٹھے تو نہیں آجاتا۔

اب رہا پہچاننا تو وہ کوئی "پیشہ" نہیں ہے۔ وہ تو آنکھ کی معنی شناسی کا معاملہ ہے۔ سو میں تم سے جو بات کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اپنے اندر انسانوں اور "شیطانوں" کی پہچان پیدا کرو کہ پہچان ہی دل اور دانائی کی جان ہے اور وہ انسانوں کے کچھ خاص گروہوں کی میراث نہیں ہے۔

سو باتوں کی ایک بات یہ ہے کہ پہچان سے کام لو۔ مذہبی جرائم پیشہ افراد کو رہبر نہ سمجھو۔ انہیں اپنا دوست نہ سمجھو۔ یہ لوگ اپنے سوا سب کو گمراہ سمجھتے ہیں۔ اسی میں ان کا عیش اور ان کی آسائش ہے۔ سو پہچان سے کام لو اور ان میں سے کسی کے بھی دھوکے میں نہ آؤ۔

پہچان ——

اِن کو پہچان ——

یہ کون ہیں؟ ——

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجیے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔"

(تحذیر الناس ص ۲۸)

اس عبارت کے مصنف کو پہچانیں؟

حالانکہ علامہ اقبال فرماتے ہیں:

رُخِ مصطفےٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری بزمِ خیال میں نہ دکانِ آئینہ ساز میں!

"دروغِ صریح بھی کئی طرح پر ہوتا ہے جن میں ہر ایک کا حکم یکساں نہیں اور ہر قسم (سے) کے نبی کو معصوم ہونا ضروری نہیں..... بالجملہ علی العموم کذب کو منافی شانِ نبوت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے اور انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں خالی غلطی سے نہیں۔"

(تصفیۃ العقائد ص ۲۲-۲۴)

اس عبارت کے مصنف و مصدق کو بھی پہچانیں!

"الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخرِ عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخرِ عالم کی وسعتِ علم کون سی نصِ قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔"

(براہین قاطعہ ص ۵۵)

اس کو بھی پہچانیں!

"الحاصل امکان کذب مراد دخول کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے۔ ....پس مذہب جمیع محققین اہلِ اسلام و صوفیائے کرام و علمائے عظام

کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ ہے۔"

(فتاوٰے رشیدیہ صہ۲۱)

اس کو بھی پہچانیں۔

❖

آپ کی ذات مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا۔ اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات اور بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔"

(حفظ الایمان صہ۸)

اس بدبخت کو بھی پہچانیں۔

●

ان کی پہچان ایک صاحب پہچان کی نظر سے۔
اقبالؔ ان کی پہچان ان لفظوں میں کرتا ہے:

عجم ہنوز نداند رموزِ دیں ورنہ
زِ دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی ست!
سُرود برسرِ منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقامِ محمدِ عربی ست!

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی ست!

"ھوالذی ارسل رسوله بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی دین کله لا بدل لکلمات الله وانا انزلناہ قریبا من القادیان و بالحق انزلناہ"۔ "یا احمد انت مرادی ومعی غرست کرامتک بیدی انت وجیه فی حضرتی اخترتک لنفسی شانک عجیب واجرک قریب الارض والسمآء معک کما ھو معی جری الله فی حلل الانبیآء"

(ازالۃ الاوہام از غلام احمد قادیانی مطبع ریاض ہند بار اوّل ۱۳۱۸ھ/۱۸۹۱ء صہ ۷۱، ۷۲)

(ترجمہ) خداوہ قادر ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچائی دین دے کر بھیجا تاکہ سب دینوں پہ غالب کر دے (یہ وہ پیش گوئی ہے جو پہلے سے قرآن شریف میں انہی دنوں کے لیے لکھی گئی) پھر اس کے بعد الہام کا ترجمہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے ان وعدوں کو جو پہلے سے اُن کی پاک کلام میں آچکے ہیں۔ کوئی بدل نہیں سکتا یعنی وہ ہرگز ٹل نہیں سکتے — اور پھر اس کے بعد فرمایا ہے کہ ہم نے اس معمور کو مع اپنی نشان اور عجائبات کے قادیان کے قریب اتارا۔ اور سچائی کے ساتھ اتارا"۔ اے میرے احمد تجھے بشارت ہو تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ میں نے تیری کرامت کا درخت ثابت اور مستحکم کر دیا۔ تو میری درگاہ میں وجیہ ہے میں نے تجھے اپنے لیے چنا۔ تیری شان عجیب اور تیرا اجر قریب ہے۔ تیرے ساتھ زمین اور آسمان ہے جیسا کہ وہ میرے ساتھ ہے۔ تو خدا کا پہلوان ہے۔ نبیوں کے حلوں میں"۔

— اس کو بھی پہچانیں!

اِن لفظوں کی گندی قے ـــــ اور جگالی کرنے والے افراد پر امام اہلِ سنت امام احمد رضا خان قادری کا کفر کا فتویٰ ہے۔

آپ کا اس فتویٰ کے بارے میں کیا خیال ہے؟

اہلِ دیوبند اپنے مولوی رشید احمد گنگوہی کو ہر جگہ حاضر مانتے ہیں!

مولوی رشید احمد کے مرنے کے بعد صدر دیوبند مولوی محمود الحسن نے اس کی موت پر ایک مرثیہ لکھا۔ جس کا ایک شعر حسب ذیل ہے:

؎ نظر سے ہو کے غائب دل میں لو وہ بیٹھے ہیں
دل و دیدہ کی جنگِ باہمی مشکل ہے سُلجھانی

مولوی محمود الحسن صدر دیوبند کہتے ہیں کہ مولوی رشید احمد گنگوہی نظر سے غائب ہو کر ہر دیوبندی عقیدہ والے دیوبندی کے دل میں چھپ کر بیٹھ گئے ہیں۔ لہٰذا دل اور آنکھوں کی لڑائی ہو رہی ہے۔ دل کہتا ہے مجھ میں رہے۔ آنکھیں کہتی ہیں نہیں مجھ میں بسو مہاراج۔ ان کی جنگ کا فیصلہ بڑا ہی مشکل ہو گیا ہے۔

کیوں صاحب! مولوی رشید احمد گنگوہی کو صدرِ دیوبند محمود الحسن بجسمہٖ ہر دیوبندی کے دل میں حاضر و موجود مانا ہے یا نہیں؟ کیونکہ شعر میں وہ صفات بیان کی ہیں جو کہ جسم کی صفات (چھپکے بیٹھے ہیں)۔ بیٹھنا جسم کی صفت ہے تو رشید احمد ہر دیوبندی کے پاس حاضر و موجود ہیں۔

اگر مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر مانے تو تم کہتے ہو کہ کافر و مرتد ہو گیا۔

جو مولوی رشید احمد کو حاضر مانے وہ صدر دیوبند، محدث عالم علامہ ہو جائے بلکہ سارے کے سارے دیوبندی ہوں۔ ان پر قاضی خاں کا فتویٰ چسپاں نہیں ہوتا۔ فتویٰ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ماننے والے کے لیے ہے۔ تمہارے کانگریسی نہرو پرست علماء کے لیے نہیں ہے۔ معلوم نہیں تم لوگ اس فتوے سے کیسے بچ گئے۔

اگر تم ایک مولوی کو حاضر مان کر مسلمان ہی رہتے ہو تو ہم اہلِ سنّت حضورؐ کو حاضر مان کر کیوں کافر ہونے لگے۔ یہ الزامی جواب ہے اور تحقیقی جواب آگے کتاب میں آرہا ہے۔ پہچاننے کے بعد کچھ جاننا بھی پسند کریں گے۔ یقیناً۔ تو سنیں۔

دیوبندیوں کے نزدیک پیر اپنے ہر مرید کے پاس ہر جگہ حاضر و موجود ہے

دیوبندیوں کے بڑے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی اپنے رسالہ "امداد السلوک" میں لکھتے ہیں:

"و ہم مرید بہ یقین داند کہ روحِ شیخ مقیّد بہ یک مکان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگرچہ از شخص دور است (از روحانیت او دور نیست"

(ترجمہ) مرید یقین سے جانے کہ پیر کا روح ایک مکان میں بند نہیں ہوتا بلکہ ہر جگہ کہ مرید ہووے، قریب ہو یا دور اگرچہ شیخ شخص سے دور ہوتا ہے مگر روحانیت شیخ سے دور نہیں ہوتا۔"

کیوں بھئی دیوبندی صاحبان!

رشید احمد گنگوہی صاحب کا یہ فرمانا کہ پیر کی روح ہر مرید کے پاس ہر وقت حاضر و موجود رہتی ہے اگرچہ پیر کے کروڑوں مرید ہوں تو ہر کروڑ جگہ موجود

ہوگا یا نہ ؟ ضرور ہوگا۔ کہئیے پیر ہر جگہ حاضر ہوئے۔
کیوں صاحب کفر کا فتویٰ اب تو نہیں لگتا۔ تم لوگ پیروں کو حاضر مانو تمہاری توحید میں فرق نہ آئے۔ اگر اہل سنّت نبی کریم کو حاضر مانیں تو جھٹ کفر کا فتویٰ یاد آجاتا ہے۔

مولوی حسین احمد کانگرسی کا پیر کو حاضر جاننا!
قاضی خان کا الزامی جواب

مولوی حسین احمد کانگرسی صدر دیوبند نے "الشہاب الثاقب" میں "امداد السلوک" تصنیف رشید احمد گنگوہی کی مذکورہ عبارت کو نقل کر کے اپنی سُنّیت کا اظہار اور وہابیت کے دھبّے کو دھونے کا عجب حیلہ سوچا ہے اور ساتھ ہی لکھا ہے کہ ہم ایسے عقیدے والے ہیں کہ اپنے پیر کو ہر مرید کے ساتھ حاضر جانتے ہیں۔ ہم وہابی نہیں ہیں۔
کیوں صاحب! صدرِ دیوبند نے پیر کو حاضر ماننا سُنّیت کی علامت لکھی ہے۔ اب بتائیے کہ قاضی خان کا فتویٰ کدھر گیا۔ کیا وہ فتویٰ صرف نبی کریم کے حاضر و ناظر ماننے والوں کے لیے ہے۔

مولوی ظفر احمد عثمانی تھانوی کا اپنی مُردہ بیوی کو ہر دیوبندی کے پاس حاضر ماننا!!

دیوبندی اپنی عورتوں کو حاضر و ناظر مانتے ہیں۔ رسالہ "ندائے حرم" کراچی ربیع الآخر ۱۳۷۷ھ کے صفحہ ۲۳ میں مولوی ظفر احمد مرید اشرف علی تھانوی

نے اپنی عورت کے مرنے پر مرثیہ عربی میں لکھا ہے جس کا ایک شعر حسب ذیل ہے۔ ملاحظہ ہو۔

لا تبعدی فلانت بین قلوبنا
وصدورنا و عیوننا و رؤسنا

(ترجمہ) اے بیگم تو ہم سے دور نہیں ہے تو تحقیق بلاشبہ ہمارے دلوں میں ہمارے سینوں میں ہماری آنکھوں، ہمارے سَروں پہ رہتی ہیں۔
کیوں صاحب حضرات دیوبندیہ یہ شعر شرکیہ کفریہ تو نہیں ہے؟ کیا تمہارے مولوی ظفر احمد عثمانی نے اپنی عورت کو تمام دیوبندیوں کے دلوں میں، سینوں میں، آنکھوں میں حاضر و موجود مانا ہے یا نہیں۔ کیا دیوبندی مولوی کی بیوی میں یہ طاقت ہے کہ وہ ہر جگہ تمام دیوبندیوں کے پاس ہر وقت حاضر و موجود رہے۔ دیوبندی کانگرسی ملّاں عورت کو تو ہر جگہ حاضر موجود مانے مگر اہلِ سنّت نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر مانے تو اُن پر جھٹ فتویٰ دیوبندی ملّاں سناتے ہیں مگر اپنے گھر کی خبر نہ لیں کیا صریح ظلم ہے۔

ایمان ہے ، قالِ مصطفائی
قرآن ہے ، حالِ مصطفائی!

محبوب و محبّ کی ، مِلک ہے اِک
کونین ہیں ، مالِ مصطفائی!

اللہ نہ چھوٹے ، دستِ دل سے
دامانِ خیالِ مصطفائی!

ہیں تیرے سپرد ، سب اُمیدیں
اے جود و نوالِ مصطفائی!

روشن کر قبر بے کسوں کی
اے شمعِ جمالِ مصطفائی!

قرآن میں
شانِ محبوبِ خدا
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اللہ کی سرتا بقدم ، شان ہیں یہ
ان سا نہیں انساں ، وہ انسان ہیں یہ

قرآن تو ایمان ، بتاتا ہے اِنھیں
ایمان یہ کہتا ہے ، "مری جان ہیں یہ"!

عرشِ حق ہے مسندِ رفعت رسول اللہ ﷺ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزّت رسول اللہ ﷺ کی

قبریں لہرائیں گے تا حشر چشمے نُور کے
جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ ﷺ کی

ہم بھکاری، وہ کریم، اُن کا خُدا، اُن سے فزوں
اور نہ کہنا "نہیں" عادت، رسول اللہ ﷺ کی

خاک ہوکر عشق میں، آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے، اُلفت رسول اللہ ﷺ کی

اے رضاؔ خود صاحبِ قرآں ہے مدّاحِ حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ ﷺ کی؟

دستورِ اسلامی کی اوّلین شق اطاعتِ اللہ جل شانہ اور اطاعتِ رسولِ اکرم ﷺ ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۠

☆ اے ایمان والو!
☆ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو اور جو تم میں سے صاحبِ حکومت ہے ان کی بھی۔
☆ اگر کسی بات پر تم میں اختلاف پیدا ہو تو اس بارے میں اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی طرف رجوع کرو۔ اگر تم اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔
☆ یہی سب سے بہترین بات ہے اور یہی بہترین تاویل ہے۔

(النساء: ٥٩)

اللہ تعالیٰ نے اپنے واحد، یکتا اور لاشریک ہونے کا اعلان رسولِ اکرم ﷺ کی زبانِ مبارک سے کروایا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

اے رسولِ اکرم صلی اللہ علیک وسلم کہیئے!

☆ وہ پاک ہستی جس کا نام اللہ ہے وہ ایک ہے۔

☆ وہ اللہ برحق اور بے نیاز ہے۔

☆ اس نے نہ کسی کو جنا ہے اور نہ کسی نے اسے جنا ہے۔

☆ اور اس کا کوئی ہمسر بھی نہیں ہے۔

(الاخلاص: ۱۔۴)

درود شریف وظیفہ خداوندی اور ملائکہ ہے اور مومنین کے لئے بھی درود شریف پڑھنے کا حکم ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

"بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رسولِ اکرم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی رسولِ اکرم ﷺ پر درود و سلام بھیجا کرو"

(الاحزاب: ۵۶)

اللہ ربُّ العزّت رسولِ اکرم ﷺ
کو اپنا تعارف کیسے کرواتا ہے؟

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝

اے رسولِ اکرم صلی اللہ علیک وسلم پڑھئے اپنے رب کے نام سے۔

(العلق:۱)

☆ ”رَبِّكَ“ کے لفظ سے اپنائیت اور پیار و محبت ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ اپنی نسبت رسولِ اکرم ﷺ کی طرف کرتا ہے۔

☆ اللہ ربُّ العزّت اپنے آپ کو پہلی وحی میں ربُّ العالمین یا ربُّ الناس نہیں کہتا بلکہ اپنا تعارف ”رَبِّكَ“ کے الفاظ سے کرواتا ہے۔ یہ رسولِ اکرم ﷺ کی عظمت کی عظیم دلیل ہے۔

❁

اللہ تعالیٰ نے رسالت کا اعلان بھی رسولِ اکرم ﷺ کی زبانِ مبارک سے کروایا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ۨالَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْیٖ وَيُمِيْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝

اے رسولِ اکرم صلی اللہ علیک وسلم!

☆ کہہ دیں کہ میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف بھیجا ہوا رسول ہوں۔

☆ (اس اللہ کا رسول) جو آسمانوں اور زمین کا شہنشاہ ہے۔

☆ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

☆ وہی زندگی عطا کرتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔

☆ تو ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر اس کے رسول اکرم ﷺ پر جو (دنیاوی طور پر) لکھنا پڑھنا نہیں جانتے، وہ خود اللہ پر اور اس کے تمام کلام پر ایمان رکھتے ہیں۔

☆ اور (تمہیں چاہئے کہ) تم رسولِ اکرم ﷺ کی پیروی کرو تاکہ تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ۔

(الاعراف:۱۵۸)

رسولِ اکرم ﷺ قانون سازی میں مطلق العنان ہیں وہ جو بھی حکم دیں اسے بلاچون و چرا تسلیم کرنا ہی کامل مومن ہونے کی نشانی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

☆ "رسولِ اکرم ﷺ تمہیں جو بھی حکم دیں اس پر عمل پیرا رہو اور جس بات سے منع فرمائیں اس سے منع ہو جاؤ۔

☆ اور اللہ جلّ شانہ سے ڈرتے رہا کرو، بے شک اللہ تعالیٰ سخت پکڑ کرنے والا ہے۔"

(الحشر:۷)

رسولِ اکرم ﷺ کی اطاعت درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ

" جو شخص رسولِ اکرم ﷺ کی اطاعت کرتا ہے۔ یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے۔"

(النساء:۸۰)

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حق دار ہونے کے لئے رسولِ اکرم ﷺ کی اطاعت لازمی ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○

☆ "اور نماز پڑھتے رہو۔

☆ اور زکوۃ دیتے رہو۔

☆ اور رسولِ اکرم ﷺ کی اطاعت کرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔"

(النور:۵۶)

رسولِ اکرم ﷺ کی اطاعت ایمان کی اوّلین شرط ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○

آپ صلی اللہ علیک وسلم کے پروردگار کی قسم!

☆ یہ لوگ اس وقت تک ہرگز مومن نہیں ہوسکتے جب تک اپنے جھگڑوں میں آپ (صلی اللہ علیک وسلم) کو منصف نہ بنائیں۔

☆ آپ (صلی اللہ علیک وسلم) جو بھی فیصلہ صادر فرمائیں، اس پر اپنے دل میں بھی ذرہ بھر تنگی محسوس نہ کریں بلکہ اسے بخوشی و رضا تسلیم کریں۔"

(النساء:۶۵)

رسول اکرم ﷺ کے فیصلہ کے بعد کسی مومن مرد اور عورت کو کسی فیصلے کا اختیار نہیں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ؕ

☆ "کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں کہ جب اللہ جل شانہٗ اور رسولِ اکرم ﷺ ان کے کسی کام میں فیصلہ فرما دیں تو وہ سمجھیں کہ اس کے بعد ان کو اپنے معاملہ میں کوئی اختیار ہے۔

☆ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم ﷺ کی حکم عدولی کرے گا وہ صریحاً گمراہی میں مبتلا ہو گا۔"

(الاحزاب:٣٦)

اللہ تعالیٰ رسولِ اکرم ﷺ کے شہر کی قسم کھاتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ

☆ "مجھے اس شہر کی قسم!

☆ کہ اے محبوب اکرم صلی اللہ علیک وسلم آپ اس شہر میں تشریف فرما ہیں۔ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۙ

☆ اور آپ کے والد کی قسم اور ان کی اولاد کی قسم۔"

(البلد:١۔٢)

ایمان اس وقت تک قابلِ قبول نہیں جب تک رسولِ اکرم ﷺ کے ساتھ سب سے بڑھ کر محبّت نہ کی جائے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِىْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِىَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝

"اے رسولِ اکرم صلی اللہ علیک وسلم! کہہ دیجئے کہ اگر تمہیں

☆ تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارے خاندان کے افراد

☆ اور وہ مال جو تم کماتے ہو۔

☆ اور وہ تجارت جس کے نقصان سے تم ڈرتے ہو۔

☆ اور تمہارے مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو۔

☆ (یہ سب) تم کو اللہ تعالیٰ، اس کے رسول (ﷺ) اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو اس وقت کا انتظار کرو جب اللہ تعالیٰ اپنا حکم جاری کر دے اور اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔"

(التوبہ:۲۴)

جو لوگ اللہ تعالیٰ اور رسولِ اکرم ﷺ کی اطاعت کریں گے وہ انبیاء صدیقین، شہداء، اور صالحین کے ساتھ ہوں گے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝

"جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ اکرم ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں۔

☆ وہ (روزِ قیامت) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا انعام کیا ہے۔

☆ اور وہ انبیاء صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں۔

☆ ان لوگوں کی رفاقت بہترین رفاقت ہے۔

(النساء: ۶۹-۷۰)

❀

اللہ تعالیٰ اپنی محبت کے دعویداروں سے اس وقت محبت کرے گا جب وہ رسولِ اکرم ﷺ کی اطاعت کریں گے اس صلہ اطاعت میں انہیں دوست رکھے گا اور ان کے گناہ بھی بخش دے گا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

"اے رسولِ اکرم صلی اللہ علیک وسلم! لوگوں سے فرما دیجئے کہ

☆ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اطاعت کرو۔

☆ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔

☆ اور تمہاری خاطر تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔"

(آل عمران:۳۱)

اللہ تعالیٰ نے گناہ گاروں کی بخشش کا اعلان رسولِ اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے کروایا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○

"اے رسولِ اکرم صلی اللہ علیک وسلم! لوگوں سے فرما دیں کہ

☆ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں۔

☆ اللہ تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے اور وہ تو ہے ہی بخشنے والا اور مہربان۔"

(الزمر:۵۳)

اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرم ﷺ کی بعثت کو مسلمانوں پر احسان عظیم سے تعبیر فرمایا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○

☆ "اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسان عظیم فرمایا ہے کہ ان میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

☆ جو ان کو اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ کر سناتے ہیں۔

☆ اور ان کو پاک کرتے ہیں۔

☆ اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تعلیم دیتے ہیں۔

☆ اور دانائی کی باتیں بتاتے ہیں۔

☆ اور پہلے تو یہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے۔"

(آل عمران:۱۶۴)

اللہ تعالیٰ انبیاء کے اعمال و افعال پر رسولِ اکرم ﷺ کو گواہ بناتا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ○

☆ "وہ ساعت کیسی ہو گی جب ہم ہر اُمّت سے ایک گواہ لائیں گے۔

☆ اور اے محبوبِ صلی اللہ علیک وسلم! ہم آپ کو ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں گے۔"

(النساء:۴۱)

اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرم ﷺ کو اپنے نام عطا فرمائے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○
فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○

☆ ”لوگو! تمہارے پاس تم میں سے ہی رسولِ اکرم ﷺ تشریف لائے ہیں۔
☆ ان پر تمہاری تکلیف گراں گزرتی ہے۔
☆ وہ تمہاری بھلائی اور بہبود کے خواہش مند ہیں (اور) مومنوں کے لئے ”رؤف“ اور ”رحیم“ ہیں۔ پھر اگر یہ لوگ پھر جائیں تو (اے رسولِ اکرم صلی اللہ علیک وسلم!) ان سے کہہ دیں کہ
☆ میرے لئے اللہ ہی کافی ہے۔
☆ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔
☆ اسی پر میں بھروسہ کرتا ہوں۔
☆ اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔“

(التوبہ: ۱۲۸۔۱۲۹)

اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرم ﷺ کی رضا کی خاطر قبلہ تبدیل کردیا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۗ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ○

☆ ”اے نبی اکرم صلی اللہ علیک وسلم!) ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ بار بار اپنا چہرہ انور اسمان کی طرف پھیر رہے ہیں۔
☆ سو ہم آپ کو اسی قبلے کی طرف پھیر دیں گے جسے آپ پسند کرتے ہیں۔
☆ پس آپ اپنا منہ مسجدِ حرام (خانہ کعبہ) کی طرف پھیر لیں۔
☆ اور آپ جہاں کہیں بھی ہوں تو اسی مسجد کی طرف منہ موڑ لیا کریں۔
☆ جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ (قبلے کا تبدیل ہونا) ان کے خالق کی طرف سے حق ہے اور جو کام یہ لوگ کرتے ہیں اللہ اس سے بے خبر نہیں ہے۔“

(البقرہ: ۱۴۴)

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کی ارواح سے رسولِ اکرم ﷺ کی آمد پر ان کی اطاعت کا وعدہ لیا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۞
فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۞

"اور جب اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبروں سے عہد لیا کہ

☆ جب میں تم کو کتاب، دانائی اور حکمت عطا کروں اور پھر تمہارے پاس رسول (اکرم ﷺ) تشریف لائیں جو تمہاری کتاب کی تصدیق کریں۔
☆ تو تمہیں ضرور ان پر ایمان لانا ہوگا۔
☆ اور ضرور ان کی مدد کرنی ہوگی۔
☆ اللہ تعالیٰ نے عہد لینے کے بعد پوچھا کہ کیا تم نے اقرار کیا۔
☆ اور کیا اس اقرار پر تم مجھے ضامن ٹھہراتے ہو؟
☆ تو انہوں نے کہا، ہاں! تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
☆ تم اس (عہد و پیمان) کے گواہ رہو۔
☆ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔
☆ تو جو اس کے بعد پھر جائیں گے وہ بدکردار ہوں گے۔"

(آل عمران: ۸۱-۸۲)

اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرم ﷺ کو خود قرآن پاک سنانے اور سمجھانے کا ذمہ لیا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ۞ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۞ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۞ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۞

☆ "اے رسولِ اکرم صلی اللہ علیک وسلم! قرآن پاک یاد کرنے کی خاطر اپنی زبان (مبارک) کو تیزی سے حرکت نہ دیں۔
☆ بے شک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے۔
☆ جب ہم پڑھ رہے ہوں تو آپ اس پڑھے ہوئے کی اتباع کریں۔
☆ پھر بے شک اس (قرآن) کی باریکیوں کا آپ پر ظاہر کرنا ہمارا کام ہے۔"

(القیامۃ: ۱۶-۱۹)

❁

اللہ تعالیٰ رسولِ اکرم ﷺ کو معراج کی رات اپنی معیّت میں لے جانے اور خود آپ ﷺ کو اپنی نشانیاں دکھانے کا ذکر فرماتا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ○

☆ "پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے (رسولِ اکرم ﷺ) کو رات کو اپنے ساتھ مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ لے گئی۔

☆ مسجدِ اقصیٰ کے ماحول کو ہم نے برکت دی تاکہ ہم ان کو اپنی نشانیاں دکھائیں۔

☆ بے شک وہ سنتا ہے اور دیکھتا ہے۔"

(بنی اسرائیل:۱)

(نوٹ) اَسْرٰی بِہٖ: رات کو اپنی معیّت میں لے کر چلنے کے معنی میں آتا ہے اس سے اللہ تعالیٰ کا ساتھ ہونا ثابت ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ تو ہر وقت ہر جگہ موجود ہے یہاں وہ خود اپنی معیت کا ذکر فرما کر شانِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا رہا ہے۔

❁

اللہ تعالیٰ رسولِ اکرم ﷺ کے کلام کو اپنا کلام قرار دیتا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ○
اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ○

☆ "اور وہ (رسولِ اکرم ﷺ) اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کرتے۔

☆ بلکہ ان کی ہر بات وحی ہے جو انہیں کی جاتی ہے۔"

(النجم:۳۔۴)

❁

اللہ تعالیٰ رسولِ اکرم ﷺ کی موجودگی میں صحابہ کرامؓ کو آواز بلند کرنے پر اعمال کے ضائع ہونے کا حکم سُناتا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ○

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ○

إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ ۚ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ○

إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ○

وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّىٰ تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ○

☆ "اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ اکرم ﷺ سے آگے نہ بڑھو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو' بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

☆ اے ایمان والو! اپنی آوازیں رسولِ اکرم ﷺ کی آواز سے بلند نہ کرو' ان کے حضور چلّا کر نہ بولو جیسے ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو علم بھی نہ ہو۔

☆ بے شک وہ لوگ جو بارگاہ رسولِ اکرم ﷺ میں اپنی آوازیں پست رکھتے

ہیں ان کے دل اللہ تعالیٰ نے پرہیزگاری کے لئے جانچ لئے ہیں ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

☆ اے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیک وسلم وہ لوگ جو آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں۔

☆ اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

(الحجرات:۱۔۵)

✿

اللہ تعالیٰ رسولِ اکرم ﷺ کے فعل کو اپنا فعل قرار دیتا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ

☆ "اے نبیِٔ اکرم صلی اللہ علیک وسلم!

☆ وہ (مٹی) جو آپ (ﷺ) نے پھینکی وہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نہیں پھینکی بلکہ وہ (مٹی) اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔"

(الانفال ۸: ۱۷)

✿

اللہ تعالیٰ رسولِ اکرم ﷺ کو اذیّت دینے والے کو دردناک عذاب کی وعید سناتا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

☆ "جو لوگ رسولِ اکرم ﷺ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب تیار ہے۔"

(التوبہ: ۶۱)

✿

اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرم ﷺ کو اصحابِ فیل کے واقعہ پر عینی شاہد بنایا حالانکہ یہ واقعہ رسولِ اکرم ﷺ کی دنیا میں آمد سے کہیں پہلے کا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝

☆ ”اے رسول اکرم صلی اللہ علیک وسلم!

☆ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟“

(الفیل:۱)

❁

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی رسولِ اکرم ﷺ سے سفارش کرتا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝

☆ ”اے محبوب اکرم صلی اللہ علیک وسلم!

☆ یہ اللہ تعالیٰ کی کس قدر مہربانی ہے کہ آپ لوگوں کے لئے نرم دل ہیں۔

☆ اگر آپ تند مزاج ہوتے تو وہ ضرور آپ کے اردگرد سے پریشان ہو جاتے۔

☆ تو آپ ان کو معاف فرمائیں۔

☆ اور ان کے لئے شفاعت کریں۔

☆ اور کاموں میں ان سے مشورہ لیں۔

☆ اور پھر کسی کام کا پکا ارادہ کرلیں تو اللہ پر بھروسہ کریں۔

☆ بے شک توکّل والے اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں۔“

(آل عمران:۱۵۹)

❁

زمین و زماں تمہارے لیے، مکین و مکاں تمہارے لیے
چنین و چناں تمہارے لیے، بنے دو جہاں تمہارے لیے

دہن میں زباں تمہارے لیے، بدن میں ہے جاں تمہارے لیے
ہم آئے یہاں تمہارے لیے، اُٹھیں بھی وہاں تمہارے لیے

فرشتے خِدم، رسولِ حشم، تمامِ اُمم، غلام کرم
وجود و عدم، حدوث و قِدم، جہاں میں عیاں تمہارے لیے

اصالتِ کُل، امامتِ کُل، سیادتِ کُل، امارتِ کُل
حکومتِ کُل، ولایتِ کُل، خدا کے یہاں تمہارے لیے

تمہاری چمک، تمہاری دمک، تمہاری جھلک، تمہاری مہک
زمین و فلک، سماک و سمک میں سکہ نشاں تمہارے لیے

قرآن

اور

حاضر و ناظر

رسول صلی اللہ علیہ وسلم

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی ، جان ہے تو جہان ہے

گود میں عالمِ شباب ، حالِ شباب کچھ نہ پُوچھ
گُل بُنِ باغ نُور کی ، اور ہی کچھ اُٹھان ہے

تجھ سا سیاہ کار کون ؟ اُن سا شفیع ہے کہاں!
پھر وہ تجھی کو بھُول جائیں ، دل یہ ترا گمان ہے!

پیشِ نظر وہ نَو بہار ، سجدے کو دل ہے بے قرار
روکیے سر کو روکیے ، ہاں یہی امتحان ہے

بارِ جلال اُٹھا لیا ، گرچہ کلیجہ شق ہُوا
یُوں تو یہ ماہِ سبزہ رنگ ، نظروں میں دھان پان ہے

خوف نہ رکھ رضاؔ ذرا ، تُو تو ہے عبدِ مُصطفےٰ
تیرے لیے امان ہے ، تیرے لیے امان ہے

لفظ " حاضر و ناظر " کے معنی کی تحقیق

حاضر کا مادہ " حضر " اور ناظر کا مادہ " نظر " ہے ۔ حضر سے " الحضور " مصدر بنا جس سے حاضر مشتق ہوا ۔ حضور اور حاضر کے بہت سے معنی کتبِ لغت میں تحریر ہیں ۔ مثلاً حضر کے معنی پہلو، نزدیکی ، صحن ، حاضر ہونے کی جگہ وغیرہ ہیں اور حاضر کے معنیٰ شہروں اور بستیوں میں رہنے والا بڑا قبیلہ وغیرہ آتے ہیں ۔ یہ تمام معانی المنجد ، الصحاح ، مجمع بحار الانوار وغیرہ میں موجود ہیں ۔

اس کے علاوہ جس معنی سے ہماری بحث خصوصیّت کے ساتھ متعلق ہے ، اس کی تفصیل یہ ہے : حضر ، حضرۃ ، حضور سب کے معنیٰ ہیں سامنے ہونا ، اور حاضر کے معنی جو چیز کھلم کھلا بے حجاب آنکھوں کے سامنے ہو اسے حاضر کہتے ہیں ۔ کُتبِ لغت میں ہے کہ حضرۃ اور حضور غیبت کی ضد ہیں ۔

لُغتِ قرآن کی مشہور کتاب مفردات امام راغب اصفہانی میں یہ بھی لکھا ہے کہ جو چیز سامنے نہ ہو یعنی حواس سے دور آنکھوں سے پوشیدہ ہو اسے غائب اور غیب کہتے ہیں ۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ حاضر غائب کی ضد ہے اور اس کے بعد یہ بھی معلوم ہو گیا کہ غائب اسے کہتے ہیں جو حواس سے دور ہو اور نگاہوں کے سامنے نہ ہو تو اب یہ بات ، ثابت ہو گئی کہ حاضر اسی کو کہا جائے گا جو حواس سے پوشیدہ نہ ہو اور کھلم کھلا بے حجاب آنکھوں کے سامنے موجود ہو ۔

حاضر کے بعد لفظ "ناظر" کے معنیٰ کی تحقیق سنیئے۔ آنکھ کے ڈیلے کی سیاہی کو جس میں آنکھ کا تِل ہوتا ہے۔ ناظر کہتے ہیں۔ اور کبھی آنکھ کو ناظرۃ کہا جاتا ہے۔ ناظر کا ماخذ نظر ہے۔ (مفردات از امام راغب)

کسی امر میں تدبّر اور تفکّر کرنا، کسی چیز کا اندازہ کرنا، آنکھ کے ساتھ کسی چیز میں غور و تامل کرنا اور کسی چیز کا ادراک کرنے یا اسے دیکھنے کی غرض سے بصر و بصیرت کو پھیرنا اس کے علاوہ نظر سے کبھی تامل و تلاش کے معنی بھی مراد لیے جاتے ہیں اور کبھی اس سے معرفت اور رؤیت مراد ہوتی ہے جو تلاش کے بعد حاصل ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لیے جو لفظ حاضر و ناظر بولا جاتا ہے اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریتِ مطہرہ ہر جگہ ہر ایک کے سامنے موجود ہے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس طرح روح اپنے بدن کے ہر جز میں موجود ہوتی ہے۔ اسی طرح روحِ دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنی روحانیت اور نورانیت کے ساتھ بیک وقت متعدد مقامات پر تشریف فرما ہوتے ہیں اور اہل اللہ اکثر و بیشتر بحالتِ بیداری اپنی جسمانی آنکھوں سے حضور کے جمالِ مبارک کا مشاہدہ کرتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی انہیں رحمت اور نظرِ عنایت سے مسرور و محظوظ فرماتے ہیں۔ گویا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے غلاموں کے سامنے ہونا، سرکار کے حاضر ہونے کے معنی ہیں اور انہیں اپنی نظرِ مبارک سے دیکھنا، حضور کے حاضر و ناظر ہونے کا مفہوم ہے۔

سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوّتِ قدسیہ اور نورِ نبوّت سے یہ امر بعید نہیں کہ آنِ واحد میں مشرق و مغرب، شمال و جنوب، تحت و فوق تمام جہات و امکنہ بعیدہ متعددہ لاتعداد لاتحصی میں سرکار اپنے وجودِ مقدس بعینہٖ یا جسمِ اقدس

مثالی کے ساتھ تشریف فرما ہو کر اپنے مقربین کو اپنے جمال کی زیارت اور نگاہِ کرم کی رحمت و برکت سے سرفراز فرمائیں۔

قرآن اور حاضر و ناظر رسول صلی اللہ علیہ وسلم

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔

(ترجمہ) "اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) مگر رحمت تمام جہانوں کے لیے۔"

اس آیتِ کریمہ سے مندرجہ ذیل امور واضح ہوئے۔

۱۔ رحمۃ للعالمین ہونا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا وصف خاص ہے۔

۲۔ آیہ کریمہ وَاَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ وغیرہ ہائے کلمہ "العالمین" کا عموم دلیل خصوص پائے جانے کی وجہ سے بالاجماع باقی نہیں رہا مگر آیتِ زیرِ بحث میں جو لفظ "العٰلمین" ہے اس کا مخصوص نہیں پایا گیا۔ اس لیے وہ اپنے عموم پر ہے۔

۳۔ رحمۃ للعالمین کا معنی ہم نے آپ کو (اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) رحمت یا ذا رحمت یا راحماً للعالمین ہونے کے حال کے سوا اور کسی حال میں نہیں بھیجا۔" اور اگر لفظ رحمۃ کو مفعول رکھا جائے تب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سببِ رحمت قرار پائیں گے۔ بہر نوع نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رحمت کا ہر فردِ عالم کے لیے عام ہونا ظاہر ہے۔ جن حضرات نے "العالمین" کی تفسیر "الناس" یا ثقلین یا ذوی العلم" سے کی ہے۔ ان کے کلام سے العٰلمین کی تخصیص پر استدلال صحیح نہیں۔

چونکہ یہی انواعِ ثلاثہ ہیں اس لیے ان کے حق میں حضورؐ کا رحمت ہونا بقیہ

عالمین کے حق میں حضور کے رحمت ہونے کو مستلزم ہے۔ دلیل یہ ہے کہ یہ تینوں اپنے ماسوا کے متبوع اور ان سب کا مجموعہ اور خلاصہ ہیں لہٰذا سب کے حق میں حضورؐ کا رحمت ہونا ثابت ہوا ہے۔ (روح المعانی پ۱۷ ص۹۵)

یہ امر بھی روشن ہے کہ جب تک رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اصل کائنات اور تمام عالم پر فیضِ خداوندی کا واسطہ نہ ہوں۔ اس وقت تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمۃ للعالمین ہونے کے کوئی معنی نہیں ہوسکتے۔ بنابریں جب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عالم کی اصل قرار پائے تو تمام عالم کے جمیع افراد حضور کی فرع ہوئے۔ پس جس طرح درخت کی ہر شاخ ہر پتے بلکہ اس کے ہر جزو میں اصل ہی کا ظہور ہوتا ہے اسی طرح تمام جہانوں یعنی ماسوا اللہ میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہی کی نورانیت اور روحانیت مقدسہ جلوہ گر ہوگی۔ اور عالم کا ذرہ ذرہ روحانیت و نورانیت نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جلوہ گاہ قرار پائے گا۔ آیۂ کریمہ کی تفسیر میں جلیل القدر مفسرین کرام نے اسی مضمون کا خلاصہ تحریر فرمایا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں صاحب روح المعانی فرماتے ہیں:

تمام جہانوں کے لیے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کل ممکنات پر ان کی قابلیت و استعداد کے موافق فیض الٰہی کا واسطہ عظمیٰ ہیں۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نورِ اوّل مخلوقات ہے۔ (کیوں کہ اصل کا وجود فرع سے پہلے ہوتا ہے) حدیث شریف میں وارد ہے۔ "اے جابر اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کا نور سب سے پہلے پیدا فرمایا"۔ اور دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں اور حضرات صوفیاء کرام قدست اسرارہم کا کلام اس بیان میں ہمارے کلام سے بہت بڑھ چڑھ کر ہے۔" (روح المعانی پ۱۷ ص۹۶)

تفسیر عرائس البیان جلد دوم ص۱۵ پر ہے۔

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) مگر رحمت تمام جہانوں کے لیے" اے صاحبِ فہم و فراست! اللہ تعالیٰ نے (اس آیت کریمہ میں) ہمیں بتایا کہ خالق کائنات نے اپنی کل مخلوق میں جو چیز سب سے پہلے پیدا کی۔ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس نور کے ایک جزو سے از عرش تا فرش تمام مخلوقات کو پیدا فرمایا لہٰذا عدم سے مشاہدہ قدم کی طرف ان (محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کا بھیجنا جمیع مخلوقات کے لیے رحمت ہے کیوں کہ (مصدر خلائق وہی ہیں) سب کا صدور و ظہور اسی کے نور سے ہے۔ لہٰذا ان کا ہونا مخلوق کا ہونا ہے اور ان کا موجود ہونا وجودِ خلق کا موجب ہے۔ اور ان کا وجود مبارک جمیع خلائق پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سبب ہے۔ اس لیے کہ سب کے وجود کا سبب وہی ہیں۔ لہٰذا اس رحمت نے ہمیں (یہ بھی) سمجھا دیا ہے کہ قضا و قدرت میں تمام مخلوقات صورتِ مخلوقہ کی طرح بے جان اور بغیر روحِ حقیقی کے پڑی ہوئی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تشریف آوری کا انتظار کر رہی تھی۔

جب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف لائے تو تمام عالم وجود محمدی سے زندہ ہوگیا۔ اس لیے کہ تمام مخلوقات کی روح حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت تمام جہانوں کے لیے۔"

(عرائس البیان ج ۲ ص ۵۲)

(روح البیان ج ۵ ص ۵۲۸)

آیتِ کریمہ کی جو تفسیر ہم نے جلیل القدر علماء مفسرین سے نقل کی ہے اس کی روشنی میں یہ حقیقت آفتاب سے زیادہ روشن ہوگئی کہ تمام افرادِ ممکنات کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا رابطہ اور تعلق ہے۔ جس کے بغیر وصول فیض ممکن نہیں اور

جب سب کا ربط حضور سے ہے تو حضور علیہ السلام کسی سے دور نہیں نہ کسی فردِ ممکن سے بے خبر ہیں۔ جب وہ رحمۃ للعالمین ہونے کی وجہ سے روحِ دو عالم ہیں تو کس طرح ممکن ہے کہ عالم کا کوئی فرد یا جزو اس روح مقدسہ سے خالی ہو جائے۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمۃ للعالمین ہو کر روحِ کائنات ہیں اور عالم کے ہر ذرّے میں روحانیتِ محمدیہ کے جلوے چمک رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ آپ کی یہ جلوہ گری علم و ادراک اور نظر و بصر سے غائب ہو کر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ روحانیت و نورانیت ہی اصل ادراک اور حقیقتِ نظر و بصر ہے۔ لہٰذا ثابت ہو گیا کہ عرش سے فرش تک تمام مخلوقات و ممکنات کے حقائق لطیفہ پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر و ناظر ہیں۔

اس مضمون کو ذہن نشین کر لینے کے بعد یہ امر خود بخود واضح ہو جاتا ہے کہ علماء عارفین اور اولیاء کاملین نے جو حقیقتِ محمدیہ کو تمام ذرّات کائنات میں جاری و ساری بتایا ہے، اس کی اصل یہی آیۂ مبارکہ ہے۔

جب یہ حقیقتِ محمدیہ تمام ذرات کائنات میں موجود ہے تو ہر نمازی کے باطن میں بھی اس کا پایا جانا ضروری ہے اور چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم باوجود تمام کائنات میں جلوہ گر ہونے کے اللہ تعالیٰ کے دربار سے کسی وقت جدا نہیں ہوتے اس لیے نمازی کو حکم دیا گیا کہ جب تو دربارِ الٰہی میں حاضر ہو تو خطاب و نداء کے ساتھ انہیں مخاطب کر کے السلام علیک ایھا النبی کے الفاظ سے ان کی خدمت میں تحفۂ سلام پیش کر۔ چنانچہ امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور تصنیف "کتاب المیزان" میں تشہد کے بیان میں تحریر فرماتے ہیں۔

"میں نے سیّدی علی خواص رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ شارع (حقیقی) نے (قعدہ) تشہد میں نمازی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا حکم صرف اس لیے دیا کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں بیٹھنے والے غافلوں کو اس بات پر تنبیہ فرمادے کہ جہاں وہ بیٹھے ہیں اس بارگاہ میں ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما ہیں۔ اس لیے کہ وہ دربارِ خداوندی سے کبھی جدا نہیں ہوتے۔ پس نمازی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بالمشافہ (روبرو) سلام کے ساتھ خطاب کرتے ہیں۔" (کتاب المیزان صہ ۱۴۵)

اس عبارات میں (شہود) فی تلک الحضرۃ " نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بارگاہِ ایزدی میں حاضر و جلوہ گر ہونا) اور فانہ لا یفارق حضرۃ اللہ ابداً۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارگاہِ الٰہی سے کسی وقت جدا نہیں ہوتے اور فیخاطبونہ بالسلام مشافھۃ (نمازی بالمشافہ یعنی حضور کے روبرو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام کے ساتھ خطاب کرتے ہیں۔ خاص طور پر قابلِ غور جملے ہیں۔ یہ تینوں جملے اس مقام پر مخالفین کے تمام شکوک و شبہات کا قلع قمع کر رہے ہیں۔ ایسے چمکتے ہوئے دلائل کے سامنے کسی کور باطن کا یہ کہنا کہ " السلام علیک ایھا النبی " معاذاللہ بعید غائب کو خطاب ہے۔ حضور کی محض خیالی صورت ہوتی ہے۔ خود حضور بارگاہِ الٰہی میں حاضر نہیں ہوتے " کیسی ہٹ دھرمی اور دیدہ دلیری ہے۔ بھلا کوئی منصف مزاج ایسے روشن کلمات کے ہوتے ہوئے اس تنگ نظری اور تاریک خیالی کو قبول کر سکتا ہے۔

اسی مضمون کو حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ اپنی تصنیف فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اہلِ عرفان کے طریقہ پر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جب نمازیوں نے التحیات کے ساتھ ملکیت کا دروازہ کھلوایا تو انہیں حیی لا یموت کی بارگاہ میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی۔ ان کی آنکھیں فرحت مناجات سے

ٹھنڈی ہوئیں تو انہیں اس بات کی تنبیہ کی گئی کہ بارگاہِ خداوندی میں جو انہیں یہ شرف باریابی حاصل ہوا ہے یہ سب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت متابعت کا طفیل ہے۔ نمازیوں نے اس حقیقت سے بے خبر ہو کر بارگاہِ خداوندی میں جو نظر اٹھائی تو دیکھا کہ حبیب کے حرم میں حبیب حاضر ہے یعنی دربارِ خداوندی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ گر ہیں۔ حضور کو دیکھتے ہی اسلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کہتے ہوئے حضور کی طرف متوجہ ہوئے۔ (فتح الباری ج ۲ ص ۲۵۰)

یہی عبارت عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۶ ص ۱۱۱، مواہب اللدنیہ ج ۲ ص ۲۳، زرقانی شرح مواہب ج ۷ ص ۳۲۹، ۳۳۰، زرقانی شرح موطا امام مالک ج ۱ ص ۱۷۰ سعایہ ج ۲ ص ۲۲۷، فتح الملہم ج ۲ ص ۱۴۳، اوجز المسالک ج ۱ ص ۲۶۵ میں ملاحظہ فرمائیں۔ ہم نے تکرار اور اعادہ سے بچنے کے لیے صرف کتابوں کے نام مع صفحات تحریر کرنے پر اکتفا کیا ہے۔

مقامِ غور ہے کہ ان تمام کتابوں کے مصنفین اور محدثین کرام یعنی حافظ ابن حجر عسقلانی صاحب فتح الباری، امام قسطلانی صاحب مواہب اللدنیہ، امام بدرالدین عینی صاحب عمدۃ القاری، امام زرقانی صاحبِ شرح مواہب و شرحِ مؤطا، مولانا عبدالحئی لکھنوی صاحبِ سعایہ رحمہم اللہ تعالیٰ حتیٰ کہ سرگروہِ منکرین و معاندین صاحب فتح الملہم واوجز المسالک، سب بیک زبان کہہ رہے ہیں کہ فاذا الحبیب فی حرم الحبیب حاضر یعنی نمازی جب دربارِ الٰہی میں نظر اٹھاتا ہے تو حبیب کو حرمِ حبیب میں حاضر پاتا ہے۔ فوراً عرض کرتا ہے: السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اے نبی آپ پر سلام ہو اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔

یہ الگ بات ہے کہ جن لوگوں کے دلوں میں مرض تھا۔ انہوں نے حاضر کے معنی غائب اور اثبات کے معنی نفی سمجھ لیے۔ یہ ان کی اپنی شومئی قسمت اور کور باطنی

ہے کہ انہیں کسی نماز میں حرمِ حبیب کی حاضری نصیب نہ ہوئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان و قلم سے بھی فاذا الحبیب فی حرم الحبیب حاضر صادر کرادیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی تائید اور اپنے حبیب کی تعریف و توصیف منکرین و معاندین سے بھی کرا لیتا ہے اور جن کے قلوب انکار و عناد کی بیماری سے پاک تھے انہوں نے پوری وضاحت کیساتھ حق کی تائید فرمائی جس کے ثبوت میں ہم مولانا عبدالحئی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی پوری عبارت سعایہ سے نقل کر کے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

"اہلِ معرفت کے طریق پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ نمازیوں نے جب التحیات کے ساتھ ملکوت کا دروازہ کھلوایا تو انہیں حیی لا یموت کی بارگاہ میں حاضری کی اجازت مل گئی۔ فرصتِ مناجات سے اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں تو انہیں خبردار کیا گیا کہ یہ سب کچھ بواسطہ نبیٔ رحمت اور انہی کی برکت متابعت سے ہے۔ انہوں نے خبردار ہوتے ہی نظر اٹھائی تو ملک حبیب کی بارگاہ میں حبیب کو حاضر پایا۔ فوراً السلام علیک ایہا النبی" کہتے ہوئے ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ میرے والد اور استاد قمقام جنہ نے (اللہ تعالیٰ انہیں دارالسلام میں داخل فرمائے) اپنے رسالہ "نور الایمان بزیارہ آثار حبیب الرحمٰن" میں فرمایا "خطاب تشہد یعنی التحیات میں (السلام علیک ایہا النبی) کہنے کا راز یہ ہے کہ حقیقتِ محمدیہ ہر وجود میں جاری و ساری اور ہر بندہ کے باطن میں حاضر و موجود ہے۔ اس حالت کا پورا انکشاف بحالتِ نماز ہوتا ہے۔ لہٰذا محلِ خطاب حاصل ہو گیا۔ اور بعض اہلِ معرفت نے فرمایا کہ بندہ جب ثناء الٰہی سے مشرف ہوا تو اسے حرمِ الٰہی کے حریم میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی اور اس کی بصیرت کو خوب روشن کیا گیا۔ حتیٰ کہ اس

نے حرمِ حبیب میں حبیب کو حاضر پایا۔ فوراً ان کی طرف متوجہ ہوا اور عرض
کیا " السلام علیک ایھا النبی (اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔")

(سعایہ ج ۲ ص ۲۲۷ ، ۲۲۸)

حقیقتِ محمدیہ کا موجوداتِ عالم میں جاری و ساری ہونا اور ذواتِ مصلین
میں اس کی جلوہ گری اور اسی بنا پر التحیات میں السلام علیک ایھا النبی
کہنے کا حکم دیا جانا ایسا روشن مسئلہ ہے جس کی تصریح نہ صرف مولانا عبدالحی لکھنوی
اور ان کے والدِ ماجد و دیگر ائمہ دین نے فرمائی بلکہ بکثرتِ علماء محدثین و علماء تحقیق
نے اس نفس مضمون کو اپنی تصانیف میں ارقام فرما کر اہلِ سنت پر احسانِ عظیم فرمایا
چنانچہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی اشعۃ اللمعات میں فرماتے
ہیں۔

" اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ مومنوں کا نصب العین اور
عابدوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں تمام احوال و واقعات میں خصوصاً
حالتِ عبادت میں اور اس کے آخر میں کہ نورانیت اور انکشاف کا وجود
اس مقام میں بہت زیادہ اور نہایت قوی ہوتا ہے۔ اور بعض عرفاء
نے فرمایا ہے کہ یہ خطاب اسوجہ سے ہے کہ حقیقتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ
والتحیہ تمام موجودات کے ذرات اور افرادِ ممکنات میں جاری و ساری
ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں کی ذات میں موجود اور
حاضر ہیں لہٰذا نمازی کو چاہیئے کہ اس معنیٰ سے آگاہ رہے اور حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے اس حاضر ہونے سے غافل نہ ہو تاکہ انوارِ قرب اور
اسرارِ معرفت سے روشن اور فیض یاب ہو۔"

(اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۴۰۱)

بعینہٖ یہی عبارت تیسیر القاری شرح صحیح بخاری جلد اول باب التشہد فی الآخرۃ
صـ ۲۸۱ مطبوعہ علوی لکھنؤ صـ ۱۷۳ میں موجود ہے اور "مسلک الختام شرح بلوغ المرام"
میں صـ ۲۴۴ پر نواب صدیق حسن خان بھوپالی اشعۃ اللمعات کی یہی عبارت
منقولہ بالا تحریر فرما کر ایک شعر بھی لکھتے ہیں :

در راہِ عشق مرحلۂ قرب و بُعد نیست
می بینمت عیاں و دعا می فرستمت

(ترجمہ) (عشق کے راستہ میں قرب و بُعد کے مرحلے نہیں ہوتے۔
میں تجھے ہر جگہ ظاہر دیکھتا ہوں اور تجھ سے دعا کی درخواست کرتا ہوں)

اس کے بعد علامہ محقق دوانی رحمۃ اللہ کی مشہور و مستند کتاب "اخلاقِ جلالی"
سے اس مضمون کی تائید مزید نقل کرتے ہیں جسے پڑھ کر انشاء اللہ العزیز اہلِ ایمان
کے قلوب جلوہ ہائے انوارِ محمدی سے چمک جائیں گے۔

" اس مقام پر تحقیق کلام یہ ہے کہ تمام اصحاب نظر و برہان اور اربابِ شہود و عیاں
اس بات پر متفق ہیں کہ بوسیلۂ قدرت و ارادۂ خدائے قدوس امر کن فیکون سے
سب سے پہلے جو گوہرِ مقدس دریائے غیب مکنون سے ساحلِ شہود پر آیا وہ جوہر
بسیط نورانی تھا جسے حکماء کے عرف میں عقلِ اول کہتے ہیں۔ اور بعض احادیث
میں قلم اعلیٰ سے تعبیر کیا گیا ہے اور اکابر ائمہ کشف و تحقیق اسے حقیقتِ محمدیہ کہتے
ہیں۔ اس جوہرِ نورانی نے آپ کو اور اپنے خالقِ بے مثال کو اور ان تمام افرادِ موجودات
کو جو بتوسط اس جوہر نورانی کے خالق بے مثال سے صادر ہو سکتے ہیں جس طرح وہ افرادِ
موجودات پہلے تھے اور اب ہیں اور آئندہ ہوں گے سب کو جملہ کیفیات کے ساتھ
بتمام و کمال جان لیا اور تمام حقائق موجودات بطور انطوائے علمی اسی جوہر بسیط
نورانی (حقیقتِ محمدیہ) میں مندرج اور مخفی تھیں۔ جس طرح دانہ ایک خاص

طریقہ پر شاخوں پتوں اور پھلوں پر مشتمل ہوتا ہے کل افرادِ موجودات اسی ترتیب کے موافق جس کے ساتھ اس جوہرِ بسیط نورانی میں پوشیدہ ہیں۔ کمین گاہِ قوت سے جلوہ گاہِ فعل اور اسرارِ پردۂ غیب سے میدانِ شہود میں (بعبوات) موادِ خارجیہ ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے مٹا دیتا ہے جسے چاہتا ہے ثابت قدم رکھتا ہے۔ ام الکتاب اسی کے پاس ہے۔"

(اخلاق جلالی ص ۲۵۶، ۲۵۷

اس ایمان افروز بیان سے تصریحاتِ منقولہ بالا کی تائید کے علاوہ مندرجہ ذیل امور بھی واضح ہو گئے۔

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اوّل مخلوق ہیں۔

۲۔ حضورؐ عقلِ اوّل اور قلمِ اعلیٰ ہیں۔

۳۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جوہرِ بسیط نورانی ہیں۔

۴۔ حضورؐ تمام کائنات کے حقائقِ لطیفہ کے جامع ہیں۔

۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کو بھی جانتے ہیں اور تمام موجودات و مخلوقات ان کے جمیع احوال کو تمام و کمال جانتے ہیں۔ ماضی، حال، مستقبل میں کوئی شے کسی حال میں ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مخفی نہیں

۶۔ تمام موجوداتِ خارجیہ کا ظہور حقیقتِ محمدیہ سے ہوتا ہے حتیٰ کہ ترتیبِ ظہور بھی وہی ہے جو حقیقتِ محمدیہ میں مشہود ہے۔

ان امور کے علاوہ یہ امر بھی اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ حقیقتِ محمدیہ کوئی امرِ اعتباری غیر واقعی نہیں بلکہ وہ ایک حقیقتِ ثابتہ ہے اور موجودِ خارجی ہے جس کو دوسرے لفظوں میں جوہرِ بسیط نورانی سے تعبیر کیا گیا ہے اور مراتب وجود سے مرتبۂ وحدت جسے بعض صوفیائے کرام نے بر بنائے مناسبت اپنی اصطلاحِ

خاص میں حقیقتِ محمدیہ کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔ عبارات منقولہ بالا میں ہرگز مراد نہیں کیونکہ مرتبہ وحدت غیر مخلوق ہے اور حقیقتِ محمدیہ مخلوق جیسا کہ محقق دوانی کی عبارت زیرِ نظر اس دعویٰ کی روشن دلیل ہے۔

ان تمام اکابر ائمہ دین و حضرات علماء راسخین رضی اللہ علیہم اجمعین حتیٰ کہ مخالفین و معاندین کی منقولہ بالا عباراتِ صریحہ واضحہ کی روشنی میں کسی منصف مزاج کے دل میں اس امر کے متعلق ادنیٰ تردد باقی نہیں رہ سکتا کہ آیۂ کریمہ وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین کی صحیح تفسیر وہی ہے جو ہم نے کتبِ معتبرہ کے حوالہ سے نقل کی جس کی رُو سے حقیقتِ محمدیہ کا ذواتِ معلّمین بلکہ تمام ذرّاتِ کائنات میں جاری و ساری ہونا ثابت ہو گیا اور ساتھ ہی یہ بات بھی آفتاب سے زیادہ روشن ہو گئی کہ نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بصیغۂ خطاب پکارنا اور السلام علیک ایھا النبی کہنا اسی اصلِ عظیم پر مبنی ہے جس پر آیۂ کریمہ وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین صاف طور پر دلالت کر رہی ہے۔ نیز یہ اصلِ عظیم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کی ایسی روشن اور قوی دلیل ہے جس کا انکار کسی گمراہ اور کور باطن کے سوا کوئی دوسرا شخص نہیں کر سکتا۔

وللہ الحمد!

مقدمات!

موت کو سمجھا ہے غافل اختتامِ زندگی
ہے یہ شامِ زندگی صبحِ دوامِ زندگی

موت زندگی کی کہانی کا اختتام نہیں بلکہ حقیقتاً تکمیل ہے ۔ موت انسان کو ختم نہیں کرتی بلکہ اسے ایک دنیا سے دوسری دنیا میں منتقل کر دیتی ہے ۔

ذیل میں چند مقدمات پیش خدمت ہیں ۔ کتاب کو پڑھنے قبل انہیں ذہن نشین کرنا قاری کے لیے تفہیمِ کتاب کا باعث بنے گا ۔

مُقَدّمَات

پہلے مسلمان ان کو ذہن میں رکھے بعد میں اس مسئلہ پر غور کرے، بغیر ایمان لانے کے اس کو چارہ نہ ہوگا ۔

(۱) عوالم مختلفہ ہیں ۔ اکوان متبائینہ ہیں ۔ انسان کا ماں کے پیٹ میں ہونا ایسا نہیں جیسا کہ اس کا ہونا دنیا میں ہے کیونکہ دنیا میں آنے کے بعد اگر رحم جیسی تنگ جگہ انسان کو بند کیا جائے تو فوراً مر جائے ۔ تو ثابت ہوا کہ ماں کے پیٹ کا ہونا اور ہے اور دنیا میں ہونا اور ہے ۔

(۲) عالمِ فکر عالمِ دنیا سے زیادہ کھلا ہے ۔ کیونکہ انسان جب آنکھ بند کر کے مراقبہ کرے تو عالمِ فکر عالمِ دنیا سے زیادہ کھلا نظر آئے گا ۔

(۳) عالمِ نوم عالمِ فکر سے زیادہ کھلا ہے ۔ کیونکہ حالتِ نیند میں انسان کی رُوح فرش سے عرش تک آتی جاتی ہے اور تمام جہان کی سیر کرتی ہے ۔

(۴) عالمِ نوم سے عالمِ برزخ زیادہ کھلا ہے ۔ کیونکہ روح جب قیدِ جسمانی سے جدا ہوتی ہے تو وہ قوتِ ملائکہ سے متصف ہو جاتی ہے ۔

۱ - رُوح کو طاقتِ جنّی بھی ہوتی ہے

عالمِ برزخ میں جو طاقت روح کو عطا ہوتی ہے اس کو عالمِ دنیا کی طاقت پہ قیاس نہیں کر سکتے اور اسی سے یہ مسئلہ بھی واضح ہو گا کہ جب رُوح عالمِ برزخ میں طاقتِ ملکوتی سے متّصف ہوتی ہے تو اس کو طاقتِ جنّی بطریقِ اَولیٰ حاصل ہو گی اور جن کی یہ طاقت ہے کہ اس کا طالب ایک مشرق میں ہے اور دوسرا طالب مغرب میں ہے اور دونوں طالب جن کی حاضری چاہتے ہیں۔ وہ جن دونوں کے پاس ایک وقت میں حاضر ہو جائے گا۔ جن کو طاقت ہے کہ ایک آن میں مغرب میں بھی ہو اور مشرق میں بھی ہو۔

۲ - جنّ کی طاقت سے وَلی اور نَبی کی طاقت زیادہ ہوتی ہے

اور جن کی یہ طاقت انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیائے عظامؒ کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ کیونکہ انبیاءِ کرام کی طاقتِ مبارکہ بطورِ خصوصیت ان کو عطا ہوتی ہے جو کہ دنیا میں اور دنیا کے بعد بحالہٖ باقی رہتی ہے کیونکہ جن کی طاقت بطورِ فطرت ہے اور انبیاءِ کرام و اولیاءِ عظام کی طاقت بطورِ کرامت ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ کمال رکھتے ہیں جو ظاہرًا انسانی طاقت سے بالا ہے اور انسانی طبائع سے بالا ہے تاکہ وہ فضائلِ ثقلین کو جمع فرمالیں اپنے اجسامِ مبارکہ میں۔ قرآنِ کریم میں ہے۔

اِنَّہٗ یَرٰکُمْ ھُوَ وَقَبِیْلُہٗ مِنْ حَیْثُ لَا تَرَوْنَھُمْ۔

تحقیق شیطان اور اس کا قبیلہ تم کو دیکھتے ہیں جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھتے۔

یہ طاقت جن کو ہے جس کا تذکرہ قرآن کریم میں ہے۔ اور یہ طاقت جن کی بطورِ فطرتِ پیدائشی کے ہے۔ اس کی فطرت ہی اس طاقت پر ہوتی ہے اور نبیٔ کریم رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طاقتِ مبارکہ و دیگر انبیاءِ کرام و اولیاءِ عظام کی طاقتِ مبارکہ دربارِ الٰہی سے عطا شدہ ہوتی ہے بطورِ کرامت بطورِ شرافت بطورِ ولایت بطورِ نبوّت جو کہ ہمیشہ کے لیے رہتی ہے

عالمِ حشر و نشر عالمِ برزخ سے زیادہ کھلا ہے اور عالمِ جنت اور عالمِ دوزخ ان تمام عالموں سے زیادہ کھلے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت اس کا حلم ان تمام عوالم سے کئی ہزار گنا زیادہ کھلے ہیں۔ کیونکہ یہ تمام عوالم اس کے فضل کا ایک حصّہ ہیں اور اس کے علم کا ایک شمّہ ہیں کیونکہ جنّت اللہ تعالیٰ کے ثواب کا ایک حصّہ ہے۔ دوزخ بھی اس کے عقاب کا ایک حصّہ ہے۔

٣- اِنسان کی تین حیاتیں اور اُن کا فرق

---

(۱) دُنیوی حیات (۲) بَرزَخی حیات (۳) اُخروی حیات

اِن مقدّمات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ دنیا کی حیاتی برزخ کی حیاتی حشر نشر کی حیاتی رُوح کے اعتبار سے متحد ہے مگر طاقت کے اعتبار سے مختلف ہے۔ سب سے ادنیٰ حیات از روئے تصرّف اور ادراک و تشکّل کے اعتبار سے حیاتِ دنیاویہ ہے۔ عالمِ برزخ کی حیات اوسط درجے کی حیاتی ہے جو کہ عالمِ دنیا سے اعلیٰ اور عالمِ آخرت سے اَدنیٰ ہے اور عالمِ آخرت کی حیات سب سے اعلیٰ حیات ہے۔ جو رُوح کی طاقت عالمِ دنیا میں ہے اس سے عالمِ برزخ کی طاقت کئی گُنا زیادہ ہے۔ جو عالمِ برزخ کی طاقت ہے اس سے عالمِ آخرت کی طاقت کئی گنا زیادہ ہے

اب بفضلہٖ تعالیٰ یہ مسئلہ بخوبی سمجھ میں آئے گا اور وہ یہ ہے کہ تمام محدّثین، ائمہ، محققینِ امت جیسے علّامہ قرطبی، علّامہ جلال الدین سیوطی وغیرھما نے فرمایا ہے کہ موت محض معدوم ہونا نہیں ہے۔

٤- موت کیا ہے۔؟

موت کا معنی انتقال کرنا، ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف۔ موت اہلِ برزخ اور اہلِ دنیا کے درمیان ایک حجاب ہے اور یہ موت کے معنی تمام اموات کے لیے ہیں اور ائمہ محققین نے فرمایا کہ ارواح کُل کے کُل لطیف ہیں۔ ثقیل اور کثیف اجسام کی طرح نہیں ہیں اور ارواح جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں۔

۵- اُمّتِ محمّدیہؐ کی شان

اگر ارواح ماذونہ ہوں باذنہٖ تعالیٰ اور اس معنی ہیں یہ اُمّتِ محمّدیہؐ باقی اُمّتوں کی طرح ہے۔ باقی امم موت کے معنی ہیں اور ارواح کے سیر کرنے میں اُمّتِ محمّدیہؐ کی شریک ہیں اور اس میں بھی شک نہیں کہ اُمّتِ محمّدیہؐ کے لیے خصوصیات خاصہ ہیں۔ باقی امم سے زیادتی تصرّفاتِ ارواح میں اور طاقتِ ارواح میں جو باقی امم میں نہیں ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس اُمّت کو خاص کیا ہے ایسے خصائص کے ساتھ کہ وہ باقی امم میں نہیں ہیں۔ تو جو اُمّتِ محمّدیہؐ میں بڑے بڑے اکابر علماء ائمہ ہیں ان کو اُمّتِ محمّدیہؐ میں بھی باقی امتِ محمّدیہؐ سے زیادہ خصوصیات ہوں گی۔ جن میں دوسری امتِ محمّدیہؐ شریک نہ ہوگی۔ جیسے حضور سیّدنا امام اعظمؒ و سیّدنا امام شافعیؒ، سیّدنا امام مالکؒ و دیگر اولیاء جیسے حضور سیّدنا غوث اعظمؒ وغیرہم۔ جس قدر علم اور بزرگی بڑھتی جائے گی اسی طرح یہ خصوصیات بھی بڑھتی جائیں گی

۶- حضور نبیٔ کریم ﷺ کے کمالاتِ عالیہ میں کوئی دُوسرا شریک نہیں

یہاں تک کہ تمام کمالات کا خاتمہ حضور نبیٔ کریم رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام پر ہوگا۔ اسی طرح تمام خصوصیات تمام تصرّفات خاصہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں وہ ہوں گے جن میں مخلوق میں سے کوئی حضور کا شریک نہ ہوگا نہ اولیاء سے نہ صحابہ سے نہ ملائکہ سے نہ انبیاء سے جیسے منصبِ شفاعتِ مبارکہ صرف حضورؐ کے لیے ہے۔ اور باقی مخلوق کی شفاعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اذن سے ہوگی جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اذنِ رب سے ہوگی اور شبِ معراج میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا سرکار موسیٰ علیہ السلام کو ملاحظہ فرمانا جس طرح رب نے ارادہ فرمایا۔ وہ کمالات کی خصوصیات ہیں جن میں کوئی دوسرا شریک نہیں۔ شبِ معراج رب کی ذات کا دیدار فرمانا وہ کمال ہے جس میں کوئی دوسرا شریک نہیں۔

اس تمہید کے بعد سے عاشقِ صادق تو اپنے نبیٔ کریم رؤف رحیم کا تصرّف تمام عالمین میں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیر تمام عالمین میں یقین کر لے گا۔

اب مسلمان غور کرے کہ جب حضور نبیٔ کریم رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام

دنیا سے پردہ فرما کر عالم برزخ میں تشریف لے گئے ہیں تو طاقتِ مبارکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی کس قدر مختلف ہوگی۔ ہم یقین اور ایمان سے کہتے ہیں کہ جب حضور نبیٔ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام عالم دنیا چھوڑ کر عالم برزخ میں جلوہ فرما ہوئے تو حضور کی طاقتِ تصرّف اور سیر کا اندازہ سوائے رب کے کوئی نہیں جان سکتا۔

۷۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیر مبارک

اللہ تعالیٰ نے حضور نبیٔ کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذن عطا فرمایا ہے زمینوں، آسمانوں کی سیر فرمائیں خشکی تری کی سیر فرمائیں۔ جہاں چاہیں جب چاہیں جائیں حضور نبیٔ کریم رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام اپنے مقام میں موجود ہوتے ہوئے جو ان کو پکارے نبیوں رسولوں سے فرشتوں سے غلاموں سے ان کو جواب عطا فرماتے ہیں۔ ان کا طالب ان کو رب کے دربار میں حاضر پاتا ہے۔ ان کا زائر ان کو گنبدِ خضریٰ شریف میں جلوہ گر دیکھتا ہے۔ ہر طالب ہر سائل ان کو اپنے مطلوب میں مسئول پاتا ہے۔ ہر عارفِ کامل اپنے سر میں پاتا ہے اور ہر مفکّر اپنے فکر میں پاتا ہے۔

---

(۸)

سوال!

ایک جسم تمام عوالَم میں کیسے حاضر ہو سکتا ہے؟

جوابُ!

ہم کہتے ہیں جس مسئلے پہ دلیل شرعی نہ ہو وہ مسئلہ مردود ہے باطل ہے۔ اور جو نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھے وہ مستحق نار ہے اور جو شریعت میں نئی راہ بغیر دلیل شرعی نکالے وہ مردود و ملعون ہے۔

ہم بفضلہ تعالیٰ اس عقیدہ پہ بڑے بڑے دلائل قاطعہ نقلیہ وعقلیہ رکھتے ہیں۔ ان دلائل کے بعد مسئلہ حاضر و ناظر میں شک نہ کرے گا مگر بدنصیب گمراہ بے دین۔

حاضر و ناظر کے دلائلِ نقلیہ

(دلیلِ اوّل)

بخاری شریف، مسلم شریف، صحاح ستّہ و دیگر کتبِ احادیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ معراج سرکار موسیٰؑ کو قبر شریف میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہوئے ملاحظہ فرمایا۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سرکار موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا اور جب سرکار حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس میں جلوہ گر ہوئے تو سرکار موسیٰؑ کو اپنے جانے سے پہلے بیت المقدس میں پہنچے ہوئے ملاحظہ فرمایا اور پھر سرکار موسیٰؑ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے معہ دیگر انبیاء کرامؑ مقتدی بن کر نماز ادا فرمائی اور پھر میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سرکار موسیٰؑ علیہ السلام کو مع دیگر انبیاء کرام کے بیت المقدس میں چھوڑا۔ جب میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پہ جلوہ گر ہوئے تو پہلے آسمان پہ سرکار آدم علیہ السلام کو پایا، دوسرے پہ سرکار عیسیٰ علیہ السلام، تیسرے پہ سرکار یوسف علیہ السلام، چوتھے پہ سرکار ادریس علیہ السلام، پانچویں پہ سرکار ہارون علیہ السلام، چھٹے پہ سرکار موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں پہ سرکار ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا۔

ملاحظہ ہو شبِ معراج میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وقت میں سرکار

موسیٰؑ کو برزخ میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ عالمِ دنیا بیت المقدس میں سرکار موسیٰؑ کو مقتدی بنا ہوا ملاحظہ فرمایا۔ چھٹے آسمان پہ عالمِ آخرت میں ملاحظہ فرمایا حضور نبیؐ کریم علیہ السلام نے شبِ معراج ایک جسمِ شریف ایک وقت میں تین عالموں میں ملاحظہ فرمایا۔ عالمِ دنیا، عالمِ برزخ، عالمِ آخرت میں — یہ طاقت سرکار موسیٰؑ علیہ السلام کی ہے جو کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یقیناً کم درجہ رکھتے ہیں تو جب وہ ایک وقت میں تین عالموں میں موجود ہیں تو ہمارے نبیؐ کریم علیہ السلام ان سے بطریقِ اولیٰ ہر عالم میں ہر جگہ موجود ہیں۔ کیونکہ اگر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر موجود نہ ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی انبیاء سے الگ علیحدہ خصوصیت نہیں رہتی۔ اسی وجہ سے حضرت علامہ شیخ نور الدین حلبی فرماتے ہیں لکن

یختص نبینا بامتلاء الکون بہ عن موسیٰ وعن غیرہ لان نبینا صلی اللّٰہ علیہ وسلم تقرب وترقی لیلۃ الاسرآء الی ما لا قدرۃ لملک المقرب ونبی مرسل الی الوصول الی تخطیہ خطرۃ عنہ .... الخ

(ترجمہ) تمام عوالم سفلی علوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھرے پڑے ہیں۔ حضور ہر جگہ موجود ہیں۔ یہ خصوصیت خاصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیگر انبیاء کرام سے ہے کیونکہ شبِ معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مقامات طے فرمائے جہاں کسی نبی رسول فرشتے کو پہنچنا ممکن نہیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درجۂ کمال میں کوئی شریک نہیں۔

(تعریفِ اہلِ اسلام والایمان بان محمداً صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا یخلو منہ مکان ولا زمان۔)

(دلیل دوئم)

حدیث ماتقول فی ھذہ الرجل پر

کلام

جب منکر نکیر قبر میں آتے ہیں تو صاحب قبر سے کہتے ہیں ما تقول فی ھذہ الرجل " (رواہ البخاری) وغیرہ اور ہذا اسم اشارہ ہے جس کی وضع حقیقی مشار الیہ محسوس مبصر حاضر کے لیے ہے اور بلا وجہ مراد مشار الیہ ذہنی لینا شارع علیہ السلام کی کلام کو بدلنا جبکہ کوئی استحالہ شرعی نہیں ہے تو کیسے یہ معنی لیے جائیں گے ۔ امام نور الدین فرماتے ہیں :

فوجب ان یکون حاضرًا بجسدہ الشریف بلا کلام ۔

(تو واجب ہے کہ مسلمان عقیدہ رکھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسم منوّر کے ساتھ جلوہ گری فرماتے ہیں ۔)

(تعریف اہل اسلام والایمان)

یہ بات قابلِ غور ہے کہ یہ سوال ما تقول فی ھذا الرجل ؛ کیا اس امت کے ساتھ خاص ہے یا نہ ۔ اس مسئلہ میں ائمہ محققین کے تین مسلک ہیں :

۱۔ اس بارے میں توقف ہے ۔

۲۔ اس امت کے ساتھ خاص ہے ۔

۳۔ عام ہے ۔ اس امت اور باقی امم سب کو شامل ہے ۔ (حافظ ابن قیم کتاب الروح)

ھذا ھو الاظھر الاحق کیونکہ میرے حضور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے الفاظ مبارکہ مطلق ہیں کسی زمانے ، کسی مکان ، کسی امت کی قید نہیں ۔ المطلق یجری علی اطلاقہ ہے ۔ یہ تینوں مسلک حافظ ابنِ قیم کی کتاب "الروح" میں دیکھو ۔ اور پھر جب یہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ظاہری حیاتِ مبارکہ میں فرمائی تھی تو اس وقت بھی مخلوق دنیا سے انتقال کرتی تھی اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں جلوہ گر نہ ہوئے تھے اس وقت بھی دنیا انتقال کرتی تھی اور جب سرکارِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا سے پردہ شریف ہوا ہے اُس وقت سے ابھی تک دنیا انتقال کرتی ہے اور سب سے مَا تَقُوْلُ فِیْ هٰذِهِ الرَّجل ہی سوال ہوتا ہے تو اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ ہر قبر میں ہر زمانہ میں بجسمہ الشریف جلوہ گری فرماتے ہیں ۔ یہ شان اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیٔ کریم محبوبِ عظیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائی ہے ۔

(دلیل سوئم)

مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فیرانی فی الیقظة

پر کلام !

میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

من رانی فی المنام فیرانی فی الیقظة ولا یتمثل الشیطان لی ۔ (بخاری ومسلم)

جو مجھ کو خواب میں دیکھے گا وہ عنقریب بیداری میں بھی دیکھے گا اور شیطان میری شکلِ رحمت میں آنے کی طاقت نہیں رکھتا ۔

امام جلال الدین سیوطی نے فیرانی فی الیقظہ کے تین معنے بیان فرمائے ہیں:
بعض نے فیرانی فی الیقظۃ ای فی القیامۃ مراد لیا ہے اور اس معنی کا رد کیا گیا ہے کیونکہ اس تخصیص میں کوئی فائدہ نہیں کیونکہ قیامت کو جس نے خواب میں زیارت کی وہ بھی اور جس نے نہیں کی وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھیں گے پھر تخصیص کا کیا مطلب اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے جو مسلمان میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہری میں ایمان لاتا ہے وہ بیداری میں مدینہ منورہ پہنچ کر ضرور زیارت کرے گا اپنے مرنے سے پہلے۔ اور ایک علماء کے گروہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث شریف اپنے ظاہر پر ہے۔ جو شخص جس زمانے میں جس مکان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارتِ مبارکہ خواب میں کریگا وہ دنیا سے مرے گا نہیں جب تک سر کی آنکھ سے حالتِ بیداری میں زیارت نہ کرے گا۔ یہی قول قاضی ابوبکر ابن العربی نے کیا ہے۔

شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے اس حدیث پاک پر مندرجہ ذیل تبصرہ کیا ہے:
جو غلام حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب میں دیکھے کیا وہ بیداری میں ضرور دیکھے گا! کیا یہ حدیث اپنے ظاہر پر ہے؟ مطلقاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے حالتِ ظاہری میں یا دنیا سے پردہ کے بعد بھی یا خاص ہے حیاتِ ظاہری دنیاوی کیساتھ اور پھر یہ زیارتِ خاص اولیاء کرام اہل اللہ کے ساتھ خاص ہے۔ شیخ فرماتے ہیں الحدیث یعطی العموم حدیث شریف سے عموم نکلتا ہے اور جو حدیث کو خاص کرتے ہیں انہوں نے تعسّف سے کام لیا ہے اور بعض لوگوں نے عموم پر یقین ہی نہیں کیا اور اپنی عقل سے کہا ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا دنیا سے پردہ ہو چکا ہے تو مسلمان زندہ دنیا میں کیسے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھ سکتا ہے بیداری میں؟ یہ نہیں ہو سکتا۔

شیخ نے ایسے لوگوں کا رد بلیغ فرمایا ہے۔ فرمایا حدیث کو خاص کرنے میں دو خرابیاں ہیں:
پہلی خرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر ایمان نہ لانا ہے جن کی شان وَمَا ینطق عن الھوٰی ہے۔
دوسری خرابی اللہ تعالیٰ کی قدرت سے جہالت ہے، اس کو عاجز ماننا ہے۔ کیا اس نے سورۃ بقرہ میں بقرہ کے قصہ کو نہیں دیکھا ہے۔ اللہ فرماتا ہے: اضربوہ ببعضھا کذٰلک یحیی اللہ الموتیٰ۔ اور قصہ سرکار ابراہیم علیہ السلام کا پرندوں والا نہیں سنا ہے اور قصہ سرکار عزیر علیہ السلام کا نہیں پڑھا ہے۔ اللہ یہ قدرت رکھتا ہے کہ مُردے کو گائے کے گوشت کے چھونے سے اس کی حیات کا سبب بناتا ہے اور سرکار ابراہیم علیہ السلام کی ندا جانوروں کی حیات کا سبب ہے اور سرکار عزیر علیہ السلام کا تعجب ان کی حیاتی اور ان کے گدھے کی حیات کا سبب ہے سو سال کے بعد اور وہ اللہ قادر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا سبب بنا دے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بیداری میں دیکھنے کا۔
حضرت علامہ شیخ ابن ابی جمرہ نے بعض صحابہ سے ذکر کیا ہے، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت شریفہ خواب میں فرمائی اور پھر اس حدیث کو یاد فرمایا۔ اس میں بڑا تفکّر کیا اور حضرتِ ابن عباس سرکار ام المؤمنین سرکار میمونہؓ کے پاس تشریف لے گئے۔ اپنے خواب کا سارا قصہ بیان کیا۔ سرکار میمونہ کھڑی ہوئیں۔ اندر حجرے سے میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آئینہ مبارک لے آئیں۔ سرکار ابن عباس فرماتے ہیں میں نے آئینہ دیکھا۔ آئینہ میں حضور نبیٔ کریم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی شکلِ نورانی نظر آ رہی تھی۔ میری شکل آئینہ میں نظر نہ آتی تھی۔ اور پھر نقل فرمایا سلف خلف سے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور

اس حدیث پر ایمانِ صادق رکھتے تھے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کے بعد بیداری میں دیکھا۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کئے۔ اپنی کتنی ایک مشکلیں حل کروائیں۔ کیونکہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھنے کا منکر ہے دو حال سے خالی نہیں ـــــ یا تو اولیاء کرام کی کرامت کا قائل ہے یا منکر ہے۔ اگر منکر ہے تو اس سے ہماری کلام ہی نہیں کیونکہ وہ حدیثِ صریح مضمون کا منکر ہے۔ اگر کرامت کا قائل ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھنا بھی کرامت سے ہے۔ کیونکہ اولیاء کرام بطورِ کرامت عالم علوی سفلی میں ایسی بہت سی اشیاء ملاحظہ کرتے ہیں جو دوسرے لوگ نہیں کرتے۔۔۔۔ انتہی کلام۔

قول سیدی ابن ابی جمرہ شارح بخاری کے بارے میں شیخ امام جلال الدین فرماتے ہیں ان ذلک عام ولیس بخاص یعنی سرکار ابن ابی جمرہ کا فرمانا "یہ حدیث عام ہے خاص نہیں" اس سے مراد یہ ہے کہ جس مسلمان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے وہ مسلمان ضرور بالضرور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں سر کی آنکھ سے دیکھے گا اگرچہ ایک مرتبہ ہی سہی۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود وعدہ فرمایا ہے۔ جب حضورؐ نے اپنے فضل وکرم سے وعدہ فرمالیا ہے تو عام مسلمانوں کو یہ سعادت وقت مرنے کے (نزع کے وقت) نصیب ہوتی ہے۔ مسلمان کا روح جسم سے نہیں نکلے گا جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت آنکھ سے بیداری میں نہ کرے۔ وفاءً بوعدہ الشریف۔ انتہی کلام الکلام۔

(السیوطی بلفظہ فی تنویر الحلک)

اولیاء کرام کا پیارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھنا اکثر دفعہ ہوتا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت!

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کر چکے تو ایک اعرابی آیا۔ اس نے اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر ڈال دیا اور قبر شریف کی مٹی لے کر اپنے سر پر ڈالی اور زبان سے عرض کیا: یا رسول اللہ ہم نے آپ کا قرآن پڑھا اور اس میں حکم ربی پڑھا:

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوْٓا أَنْفُسَهُمْ	اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں
جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ	تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں
وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ	اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول
لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔	ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت
(النساء ۶۴)	توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

میں نے اپنی جان پر ظلم کئے ہیں اور آپ کو بخشوانے والا پاتا ہوں۔ اس پر قبر شریف سے ندا آئی

قد غفرلک۔ — جا تیری بخشش ہوگئی۔

(رواہ ابن السمعانی دلائلہ)

سرکار عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت امام اجل امام عماد الدین اسمٰعیل بن حبۃ اللہ بن باطیس کا عقیدہ

اولیاء کرام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پانی پلانا!

عبد اللہ بن سلام صحابی فرماتے ہیں کہ میں سرکار عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس

محصوری کے دنوں میں گیا ۔ سرکار عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خوخہ میں جلوہ گر دیکھا ہے ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا :

"اے عثمان ! تیرا محاصرہ کیا گیا ہے ۔؟
میں نے کہا: "ہاں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)"
فرمایا : "تو پیاسا ہے ؟"
میں نے کہا : "ہاں حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔)"

پھر حضور نے میری طرف ایک ڈول پانی کا لٹکایا جس سے میں نے پیٹ بھر
کر پانی پیا ۔ اب تک اس کی سینے میں ٹھنڈک پاتا ہوں ۔ فرمایا اگر تم چاہو تو دشمنوں
پر فتح پاؤ اور اگر چاہو ہمارے پاس شام کو روزہ افطار کرو ۔ میں نے عرض کی کہ یا رسول
اللہ میں آپ کے پاس ہی روزہ افطار کروں گا ۔ چنانچہ اسی دن حضرت عثمان غنیؓ کی
شہادت ہوئی ۔

(مزیل الشبہات فی اثبات الکرامات)

ملائکہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو سلام کرنا

سرکار عمران بن حصین سے ملائکہ کرام سلام فرماتے تھے ۔
یہ حدیث مسلم شریف میں موجود ہے اور علامہ قرطبی مسلم شریف کی شرح میں فرماتے
ہیں ملائکہ کرام کا سلام فرمانا سرکار عمران بن حصین کو بطور اکرام و احترام کے ہے اور
اس سے ولی کی کرامت کا ثبوت بھی ملتا ہے ۔ حضور سیدی امام المحدثین امام نووی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شرح مسلم میں یہی فرماتے ہیں اور اس حدیث کو حضرت حاکم المحدث
نے مستدرک میں نقل فرمایا ہے اور صحیح قرار دیا ہے اور امام بیہقی نے شعب الایمان
میں نقل فرمایا اور حافظ ابن اثیر نے کتاب النہایہ میں نقل فرمایا وَاَخرَجَ ابن سعید
فی الطبقات عن قتادہ ان الملائکۃ کانت تصافح عمران بن حصین (الحدیث)
ملائکہ کرام سرکار عمران بن حصین سے مصافحہ کرتے

ملائکہ کرام کا غلاموں سے مصافحہ کرنا

حضرت محدث ابونعیم دلائل النبوۃ میں فرماتے ہیں : تسلم علیہ الملائکۃ من
جوانب بیتہ ۔ گھر کے چاروں اطراف سے ملائکہ سرکار عمرانؓ بن حصین کو سلام کرتے
تھے ۔ حضرت غزالہؓ فرماتی ہیں ہمیں سرکار عمرانؓ نے حکم دیا ہوا تھا گھر کو ہر وقت صاف
شفاف رکھو اور ہم لوگ السلام علیکم السلام علیکم کی آواز سنتے تھے ولا نری احدًا
اور ہم کسی کو نہ دیکھتے تھے ۔ قال الترمذی ھذا تسلیم الملائکۃ ۔ امام ترمذی
فرماتے ہیں یہ ملائکہ کا سلام تھا ۔

(رواہ الترمذی فی تاریخہ وابونعیم والبیہقی فی دلائل النبوۃ)

حجۃ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

حضرت سرکار امام غزالی اپنی کتاب المنقذ من الضلال میں فرماتے
ہیں جب میں علوم ظاہری کی تعلیم سے فارغ ہوا تو میں صوفیائے کرام کے طریقے کی
طرف متوجہ ہوا کیونکہ صوفیائے کرام کی سیرت احوال افعال اقوال اعمال دنیا بھر میں
سب سے بے نظیر بے مثال ہوتے ہیں کیونکہ صوفیاء کرام کے احوال نورِ نبوت سے
مشافہۃً اخذ ہوتے ہیں ۔ ھم فی یقظتھم یشاھدون الملائکۃ وارواح

الانبیآء ویسمعون منھم اصواتاً ویقتبسون منھم فوائد : صوفیاء کرام بیداری میں ملائکہ کرام، انبیاء کرام کا مشاہدہ فرماتے ہیں۔ ان سے ہمکلام ہوتے ہیں یہاں تک ترقی کرتے ہیں کہ ان کے احوال کو قلم تحریر نہیں کرسکتی ۔

(انتہا کلام حجۃ الاسلام الامام الغزالی قد نقلہ السیوطی فی تنویر الحلک)

قاضی ابوبکر ابن العربی شاگردِ رشید امام غزالی کا عقیدہ

قاضی ابوبکر ابن العربی اپنی کتاب میں فرماتے ہیں :

"اولیاء کرام کا یہ مذہب ہے کہ جب انسان کو نفس کی طہارت صفائی قلب سے حاصل ہوتی ہے اور دنیا کے سب علائق وسائط کا انقطاع کلی طور پر ہوجاتا ہے اور کلّی طور پر توجہ الی اللہ ہوجاتی ہے تو دل کے حجاب اٹھ جاتے ہیں اور ولی کامل

رای الملائکۃ وسمع اقوالھم واطلع علی ارواح الانبیاء وسمع کلامھم رویۃ الانبیاء والملائکہ وسمع کلامھم ممکن للمؤمن کرامۃ للکافر عقوبۃً ۔ (قانون التاویل)

ملائکہ کرام، انبیاء کرام کو دیکھتے ہیں، ان سے مکالمہ کرتے ہیں۔ انبیاء کرام ملائکہ کرام کو دیکھنا ان کا کلام سننا مومن کے لیے بطور کرامت ہے اور کافر کے لیے بطور حسرت ۔

شیخ عزّالدین بن عبدالسّلام اور علّامہ ابن الحاجؒ مالکی کا عقیدہ

حضرت شیخ عزالدین بن عبدالسلام اور علّامہ ابن الحاج فرماتے ہیں:

"حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھنا بہت بڑا کام ہے اگرچہ ایسے افراد بہت کم ہیں مگر ہم اہلِ سنّت اس کے منکر نہیں ہیں۔ ہم

اولیاء کرام کاملین رحمھم اللہ اجمعین کے حق میں اس کو مانتے ہیں ۔ (قواعد کبریٰ ، مدخل)

دارِ فنا دنیا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رُؤیت جو کہ دارِ بقا میں ہیں

صاحبِ مدخل فرماتے ہیں :

قد انکر بعض العلمآء الظاھر رؤیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الیقظۃ وعلل ذالک بان قال العین الفانیۃ لا تری العین الباقیۃ والنبی صلی اللہ علیہ وسلم فی دار البقاء والرائی فی دار الفناء وکان سیّدی ابومحمد بن ابی جمرۃ یحلّ ھذا الاشکال ویردہ بان المؤمن اذا مات یرالله وھو لا یموت والواحد منھم یموت فی کل یوم سبعین مرّۃ ..... انتہیٰ کلام ۔

بعض ظاہری لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت شریفہ حالت بیداری میں کرنے سے انکار کیا ہے اور دلیل یہ دی ہے کہ فانی آنکھ باقی آنکھ کو نہیں دیکھ سکتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دارالبقا میں ہیں اور دیکھنے والا دارِ فنا میں۔ وہ کیسے دیکھ سکتا ہے۔ اس کا جواب حضرت ابومحمد بن ابی جمرہ نے یوں فرمایا ہے کہ مومن جب دنیا سے انتقال کرتا ہے تو ذات باری کو دیکھتا ہے جو کہ دائم و قائم ہے اور موت سے پاک ہے ۔ اور ولی کامل تو دن میں ستّر مرتبہ مرکر جیتے ہیں تو وہ کیونکر نہیں دیکھ سکتے؛ بلکہ دیکھتے ہیں حالتِ بیداری میں ۔

قاضی شرف الدین ہبۃ اللہ بن عبد الرحیم بازری کا عقیدہ

حضرت علامہ شیخ کامل حضرت شرف الدین ہبۃ اللہ فرماتے ہیں :

وقد سمع من جماعة من	اور تحقیق سنا گیا ہے ہمارے زمانے
الاولیآءِ فی زماننا وقبله	کے اولیائے اور پہلوں سے کہ انہوں
انهم راؤا النبی صلی الله	نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری
علیه وسلم فی الیقظة حیًا	میں بعد وصال شریف کے دنیا میں
بعد وفاته ۔	حیات دیکھا ۔

وقد ذكر ذالك الشيخ الامام شيخ الاسلام البيان بنتا ابن محمد بن محفوظ الدمشقی فی لظمته ۔

(توثیق عزی الایمان)

شیخ اکمل الدین بابرتی حنفی کا عقیدہ

شیخ الاسلام اکمل الدین حنفی تحت حدیث من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظة ۔۔۔ الخ فرماتے ہیں :

"دو شخصوں کا بیداری یا خواب میں اجتماع بسبب ان کے اتحاد کے ہے اور اتحاد کے پانچ اصول عقلی ہیں (۱) اتحاد ذات میں ہوگا ۔ (۲) صنعت میں ہوگا (۳) حال میں ہوگا (۴) فعل میں ہوگا (۵) مرتبہ میں ہوگا ۔ جس قدر دو شخصوں میں اتحاد ان پانچ اصولوں میں ہوگا اتنا ہی زیادہ ان کا اجتماع ہوگا ۔ ان اصولوں میں جتنا بُعد ہوگا دو شخصوں میں اتنا ہی بُعد ہوگا ۔ اور جن میں اتحاد مکمل ہو جائے ان کی علیحدگی

ایک دوسرے سے محال ہو جاتی ہے ۔

من حصل الاصول الخمسة	جس کو اصولِ خمسہ حاصل ہو جائیں اور
و مثبت المناسبة بینه	اس کو مناسبت گزرے ہوئے کاملین
و بین ارواح الكمل	سے ہو جائے وہ جب چاہے بیداری
اجتمع بهم متی شاء ۔	میں ان سے ملاقات کر لیتا ہے ۔

(شرح المشارق)

شیخ صفی الدین بن ابی منصور اور امام عبد اللہ یافعی کا عقیدہ

حضرت شیخ صفی الدین نے اپنے رسالہ میں اور حضرت عارفِ کامل امام الائمہ امام یافعی مکی یمنی نے روضۃ الریاحین میں فرمایا :

قال الشیخ الكبیر قدوة	حضرت شیخ الشیوخ حضرت ابو عبد اللہ
الشیوخ العارفین وبركته	قرشی فرماتے ہیں کہ مصر میں سخت
اهل زمانه ابو عبد الله	قحط پڑ گیا ۔ میں نے دعا کا ارادہ کیا
القرشی لما جاء الكبیر الی	مجھے روک دیا گیا میں نے ملک شام کا
دیار مصر توجهت لان	ارادہ کیا، سفر کیا ۔ جب حضرت ابراہیم
ادعو فقیل لی لا تدع فما	کے مزار شریف پر حاضر ہوا تو حضرت
یسمع لدخل منكم فی هذا	ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی
الامر دعا فسافرت الی	میں نے کہا یا نبی اللہ ! میری مہمانی
الشام تلقانی الخلیل فقلت	آپ کے پاس اہلِ مصر کے لیے دعا
یا رسول الله اجعل ضیافتی	کرنا ہے ۔ حضورؑ نے دعا فرمائی ۔
عندك الدعآء للاهل	ان کی قحط سالی جاتی رہی ۔

المصر فدعاء لهم ففرج الله عنهم ...... الخ

حضرت امام یافعی فرماتے ہیں: ملاقات حق ہے۔ اس کا انکار نہ کرے گا مگر جاہل نادان بے وقوف جو اولیاء کرام کے حالات کو نہیں جانتا:

هم يشاهدون فيها ملكوت السموٰت والارض وينظرون الانبياء احياء غير اموات كما نظر النبي صلى الله عليه وسلم الى موسى عليه السلام في الارض ونظره ايضاً هو وجماعة من الانبياء في السموٰت و سمع منهم مخاطبات و قد تقرر ان ما جاز للانبياء معجزة جاز للانبياء كرامة بشرط	اولیاء کرام اپنے احوال میں زمینوں آسمانوں کو ملاحظہ فرماتے ہیں۔ انبیاء کرام سے بیداری میں ملاقات کرتے ہیں جیسا کہ حضورؐ نے شب معراج موسیٰؑ کو قبر میں اور پھر ان کو اور باقی انبیاء کرام کو آسمانوں میں ملاحظہ فرمایا۔ ان سے بات چیت فرمائی ـــــ اور یہ عقیدہ اہلِ سنت کا ثابت کیا جا چکا ہے کہ جو چیز نبی کا معجزہ بن سکتی ہے، ولی کی کرامت بھی بن سکتی ہے ..... الخ

عدم التحدی .... انتهٰى كلام الامام يافعي (روضة الرياحين)

شیخ سراج الدین ابنِ ملقن کا عقیدہ
اور
حضرتِ سیدنا غوثِ اعظمؓ کی شان شریف

حضرت شیخ کامل عارف اکمل محدثِ اعظم ابن ملقن نے اپنی کتاب ـــ

طبقات الاولیاء میں نقل فرمایا ہے کہ حضور سیدنا غوثِ اعظمؓ فرماتے ہیں دیکھا میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں ظہر کی نماز سے پہلے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بچے وعظ کیوں نہیں کرتے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں عجمی ہوں۔ اہلِ بغداد عربی بولتے ہیں، میں عربی میں کیسے وعظ کروں۔ ارشاد فرمایا: منہ کھولو۔ میں نے منہ کھولا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مرتبہ لعابِ دہن شریف میرے منہ میں ڈال دیا۔ ظہر کی نماز پڑھا کر میں منبر پہ بیٹھا۔ مخلوق بے حد جمع ہو گئی تو کیا دیکھا کہ سرکار علیؓ شیرِ خدا میرے سامنے مجلس میں جلوہ گری فرما رہے ہیں۔ مجھے فرمایا: بچہ وعظ کہو۔ میں نے کچھ عذر عرض کیا۔ سرکار شیرِ خدا نے چھ مرتبہ لعاب شریف میرے منہ میں ڈالا۔ میں نے عرض کیا، آپ نے سات مرتبہ کیوں نہیں ڈالا۔ فرمایا: ادباً مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت خلیفہ بن موسیٰ کی شان شریف!

طبقات الاولیاء میں حضرت خلیفہ حضرت نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیداری میں بہت دفعہ دیکھتے تھے۔ یہاں تک کہ اپنا تمام کاروبار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھ کر کرتے تھے اور ایک رات انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سترہ مرتبہ بیداری میں دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا: اے خلیفہ کئی اولیاء میرے دیکھنے کی حسرت میں مر گئے۔

حضرت شیخ امام الکمال الادفوی کا عقیدہ

حضرت شیخ کمال الادفوی اپنی کتاب المطالع السعید میں فرماتے ہیں حضرت

صفی ابوعبداللہ محمد بن یحییٰ اسوانی اخیمی جو کہ مرید ہیں حضرت ابو یحییٰ بن شافع کے اور حضرت کے شاگردوں میں اجل المحدثین ہیں جیسے ابن دقیق السعید وابن النعمان وقطب عسقلانی اتنے بڑے بڑے اکابر محدثین ہیں۔ شراح بخاری ان کی شاگردی کا ناز رکھتے ہیں

کان یذکرانہ یری النبی صلی اللہ علیہ وسلم و یجتمع بہ حضرت صفی کی یہ شان ذکر کی جاتی تھی کہ وہ بہت دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیداری میں ملے ہیں۔

شیخ عبدالغفار بن نوح القوصی کا عقیدہ

حضرت شیخ عبدالغفار بھی حضرت صفی مذکور کی شاگردی کا ناز رکھتے تھے اپنی کتاب الوحید میں فرماتے ہیں:

کان یخبر انہ یری النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی کل ساعۃ حتی لاتکادساعۃ الاو یخابر عنہ ..... الخ

انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر لمحہ پیش نظر دیکھا۔ اور آپ نے قیامت تک کے بارے میں خبر دے دی۔

(کتاب الوحید)

اولیاء کرام کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر وقت حاضر دیکھنا

(ترجمہ) حضرت شیخ کامل حضرت صفی ہر گھڑی ہر آن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھتے تھے۔ کوئی گھڑی ایسی نہ گزرتی تھی جس میں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی خبر نہ دیتے تھے۔

حضرت شیخ ابوعباس مرسی کی شان شریف

حضرت شیخ عبدالغفار فرماتے ہیں:

کان للشیخ ابی العباس وصلہ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم رد علیہ السلام۔ (کتاب الوحید)

حضرت شیخ ابوالعباس المرسی کا اس قدر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق تھا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سلام عرض کرتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت جواب سے مشرف فرماتے۔

اولیاء کرام کا میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر وقت مصافحہ کرنا

حضرت شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ کا عقیدہ

حضرت شیخ الاسلام شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ محدث فرماتے ہیں:

قال رجل للشیخ ابی العباس المرسی یا سیدی صافحنی بکفک ہذہ فانک لقیت رجالاً و بلاداً فقال واللہ ما صافحت بکفی ہذہ الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (لطائف المنن)

ایک غلام نے سرکار شیخ ابوالعباس سے عرض کیا کہ حضرت اپنے دست رحمت سے مصافحہ فرمائیں کیونکہ آپ نے بڑے بڑے اولیاء کی زیارت کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں نے اپنے ہاتھ سے کسی سے مصافحہ نہیں کیا مگر میں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی مصافحہ کیا کرتا ہوں۔

اولیآء کرام آنکھ جھپکنے کی مقدار بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غائب نہیں پاتے بلکہ ہر آن حاضر دیکھتے ہیں ــــ!

حضرت شیخ تاج الدین فرماتے ہیں :

قال الشیخ ابو العباس المرسی لو حجب عنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طرفۃ عین ماعددت نفسی من المسلمین۔ الخ

حضرت شیخ ابو العباس مرسی فرماتے ہیں کہ اگر ایک آنکھ کا پل جھپکنے بھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے پوشیدہ ہو جائیں تو میں اپنے آپ کو مسلمانوں میں شمار نہیں کرتا ۔

(لطائف المنن)

شیخ عبد الرحیم قناویؒ ۔ شیخ احمد رفاعیؒ ۔ شیخ ابو العباس بلخیؒ

امام جلال الدین سیوطیؒ اور دیگر اولیاء کرام کا عقیدۂ حاضر و ناظر پر اجتماع

ولی کو ولائت، قطب کو قطبیت، اوتاد کو اوتادیت نہیں ملتی جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ناظر کا آنکھ سے بیداری میں مشاہدہ نہ کرلیں ۔

حضرت شیخ صفی الدین بن ابی منصور اپنے رسالہ میں اور حضرت شیخ عبد الغفار کتاب الوحید میں فرماتے ہیں

عن الشیخ ابی الحسن الونائی قال اخبرنی الشیخ ابو العباس قال وردت علی سیدی احمد بن رفاعی فقال لی ما انا شیخک شیخک عبد الرحیم بقنا فسافرت الی قنا فدخلت علی الشیخ عبد الرحیم فقال عرفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلت لا قال روح الی بیت المقدس فحین وضعت رجلی واذا بالسماء والارض والعرش والکرسی مملوۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرجعت الی الشیخ فقال لی عرفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلت نعم قال الآن کملت طریقتک لم تکن الاقطاب اقطابًا والاوتادًا والاولیآء اولیآ الا بمعرفتہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ الخ

شیخ ابو الحسن سے روائت ہے ۔ فرماتے ہیں خبر دی مجھے شیخ ابو العباس بلخی نے فرمایا کہ تیرا شیخ میں نہیں تیرا شیخ عبد الرحیم قنا ہے ۔ میں قنا گیا ۔ شیخ عبد الرحیم کے پاس حاضر ہوا تو شیخ نے مجھے کہا تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے ہو میں نے عرض کیا نہیں ۔ فرمایا بیت المقدس جاؤ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان کر آؤ ۔ میں بیت المقدس گیا جب میں نے بیت المقدس میں اپنا قدم رکھا تو دیکھتا کیا ہوں ساتوں آسمان ساتوں زمینیں عرش و کرسی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھرے پڑے ہیں ۔ خدا کی خدائی میں کوئی جگہ حضورؐ سے خالی نظر نہیں آتی ۔ میں شیخ کے پاس آیا فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان ہوئی ؟ عرض کیا کہ پہچان ہوگئی ۔ فرمایا اب تو کامل اکمل طریقے کا مسلمان بن گیا ہے ۔ اور کوئی قطب نہیں ہوتا اور کوئی اوتاد نہیں نہیں ہوتا اور کوئی ولی نہیں ہوتا مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان سے

(تنویر الحلک)

شیخ نورالدین حلبی کے رسالہ کی عبارت ـــــ ائمہ محققین اور محدثین اہلِ سنت کا اجماع !

حضرت شیخ المحدثین امام اجل شیخ علی نورالدین حلبی اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں:

والذی تقول ان شاء الله ان الامر کما قال جلال السیوطی وا خص من ذلک وان الذی لمداه ان جسده الشریف لا یخلو منه زمان ولا مکان ولا محل ولا امکان ولا عرش ولا لوح ولا کرسی ولا برد لا بحر ولا سهل ولا عره لا برزخ ولا قبر ـ الخ۔

کہ ہمارا عقیدہ اہل سنت کا ایسا ہی ہے جیسا علامہ جلال الدین السیوطی رح نے فرمایا ہے اور جو میں عقیدہ رکھتا ہوں وہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم شریف سے نہ کوئی زمانہ خالی ہے نہ کوئی مکان نہ کوئی محل نہ امکان نہ عرش نہ لوح نہ کرسی نہ قلم نہ خشکی نہ تری نہ نرمی نہ سختی نہ برزخ نہ قبر......الخ

(تعریف اہل الاسلام والایمان بان محمد صلی اللہ علیہ وسلم لا یخلو منہ مکان ولا زمان)

قاضی خان کی عبارت کا جواب

وہ یہ ہے کہ جو شخص نکاح کرے اور کہے کہ میں نے نکاح کا گواہ خدا و رسول

کو بنایا ہے، وہ کافر ہو جاتا ہے مسئلہ نکل آیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر جانے وہ کافر ہو جاتا ہے ـــــ

حضرت علامہ امام اجل امام الائمہ حضرت جلال الدین السیوطی رح نے قاضی خان کی عبارت کا جواب "تنویر الحلک" شریف میں فرمایا کہ قاضی خان کی عبارت کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر جان کر کافر ہوا ہے۔ کیونکہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ناظر تو ہیں تو پھر کافر کیوں ہے۔؟ فرمایا :

کیونکہ اس قول کے ضمن میں ایک حدیث متواتر کا انکار کر رہا ہے :(لا نکاح الا بشهود) لہٰذا کفر" حدیث متواتر کے انکار کی بنا پر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر جاننے کی بنا پر نہیں اور حدیث متواتر کا منکر یقیناً کافر ہے۔

شیخ عبد اللہ دلاصی کا عقیدہ :

اولیائے کرام کا خانہ کعبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا فرمانا

شیخ عبدالغفار " الوحید " میں فرماتے ہیں :

ممن رأیته بمکة الشیخ عبدالله الدلاصی اخبرنی انه لم تصح له صلاة فی عمره الا صلوة واحدة قال و ذالک انی کنت بالمسجد الحرام فی صلوٰة الصبح فلما احرم الامام

حضرت شیخ عبداللہ دلاصی کو میں نے دیکھا کہ ساری عمر میں ایک ہی نماز پڑھی ہے اور وہ یہ کہ میں مسجد خانہ کعبہ میں صبح کی نماز میں تھا۔ جب امام نے تکبیر تحریمہ کہی تو میں نے بھی تکبیر تحریمہ کہی تو مجھے ایک وجدانی حالت ہوگئی۔ پس میں

واحرمت اخذتنی اخذہ قرأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی إماماً و خلفہ العشر فصلیت معھم وکان ذلک فی سنۃ ۶۷۳ ھجری فقرا صلی اللہ علیہ وسلم فی الرکعۃ الاولی سورۃ المدثر فی الثانیۃ عم یتساءلون الخ۔

نے اس حالت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملاحظہ فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم امام بن کر نماز پڑھا رہے ہیں۔ صحابہ عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم حضور صلعم کے مقتدی بن کر نماز پڑھ رہے ہیں اور میں بھی نماز میں شریک ہوگیا۔ یہ واقعہ ۶۷۳ ہجری کا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی رکعت میں سورۃ المدثر، دوسری میں عم یتسالون پڑھی۔

حضرت شیخ ابوالعباس الحرار کا عقیدہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ولایتیں تقسیم فرمانا

حضرت علامہ صفی الدین اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں: فرمایا مجھ سے شیخ اجل شیخ ابوالعباس الحرار نے

وحلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرۃ فوجد قد یکتب منا شیر الاولیآء بولایتہ وکتب

میں نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اولیاء کرام کے ولایت نامے لکھواتے پایا اور میرے بھائی محمد کا ولایت نامہ بھی ان میں تھا اور

لاخیہ محمد منھم منشوراً الخ۔

بھائی محمد کے چہرے پر اس قدر نور تھا جس کی وجہ سے ان کی ولایت ظاہر تھی۔

ہم نے شیخ سے سوال کیا نور کا۔ جواب فرمایا:

نفخ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وجھہ فاثرت النفخۃ ھذا النور۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے چہرے پہ پھونک ماری تھی۔ یہ نور اس پھونک رحمت کا نشان ہے۔

حضرت شیخ ابوعبداللہ القرطبی کا عقیدہ

حضرت شیخ صفی الدین اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیدی علامہ قرطبی کو جو کہ حضرت علامہ قرشی کے مریدوں میں سے ہیں، دیکھا۔ علامہ قرطبی کا قیام اکثر مدینہ منورہ میں رہتا تھا۔

۱ وکان لہ بالنبی صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اجوبۃ ورد السلام

علامہ قرطبی کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر رابطہ کہ وہ سلام عرض کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب ارشاد فرماتے تھے اور دیگر مکالمہ بھی ہوتا تھا۔

شیخ ابوالعباس العسقلانی کا عقیدہ

حضرت امام صفی الدین مذکور فرماتے ہیں میں نے مصر میں شیخ ابوالعباس

عسقلانی کی زیارت کی جو کہ حضرت قرشی کے خاص مریدوں سے تھے اور مصر کے بڑے بزرگوں سے تھے وہ آخری عمر میں اکثر مکہ مکرمہ میں ہی رہتے تھے وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضور نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوا :

فقال له النبی صلی الله علیه وسلم اخذالله بیدك یا احمد ولا بال ۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرا ہاتھ پکڑ لیا ہے۔ کوئی خطرہ نہیں ہے ۔

اولیاء کرام کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ کر حدیث کی صحت معلوم کرلینا !

عن بعض الاولیآء انه حضر مجلس فقیه فروی ذٰلكُ الفقیه حدیثا فقال له الولی هذا الحدیث باطل فقال الفقیه ومن این کذا هذا؟ فقال هذا النبی صلی الله علیه وسلم واقف علی رأسك یقول انی لم اقل هذا الحدیث وکشف الفقیهِ

بعض اولیاء کرام ایک فقیہ کی مجلس میں حاضر تھے ۔ اس فقیہ نے ایک حدیث کی روایت کی ۔ ولی نے فرمایا یہ حدیث باطل ہے ۔ فقیہ نے کہا آپ کو کیسے معلوم ہے ؟ ولی نے فرمایا یہ نبی کریم تیرے سر پہ قیام فرما ہیں ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ میں نے یہ حدیث نہیں فرمائی ۔ فقیہ کو ولی کی برکت سے کشف ہوگیا

فـراٰه صلی الله علیه وسلم

اس نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت شریفہ کر لی ۔

محدّث ابن الفارس کا عقیدہ

ولی اللہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن سنانا اور بحالتِ نماز میں معانقہ کرنا !

حضرت محدث امام ابن الفارس فرماتے ہیں : میں نے حضرت شیخ وقت حضرت علی سے سنا کہ میں پانچ سال کا تھا اور قرآن کریم اپنے استاد حضرت حضرت یعقوب کے پاس پڑھتا تھا :

فاتیته یومًا فرأیت صلی الله علیه وسلم یقظةً لامنامًا وعلیه قمیص ابیض قطن ثم رأیت القمیص علی فقال لی اقرأ فقرأت علیه سورة والضحٰی وَ الم نشرح ثم غاب عنی فلما بلغت احدی وعشرین سنة احرمت لصلوٰة الصبح بالقرافه فرأیت النبی صلی الله علیه وسلم قبالة وجهی فعانقنی

میں ایک روز استاد کے پاس حاضر ہوا تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھا ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہ قمیص رحمت سفید رنگ کی تھی ۔ پھر میں نے قمیص کو اپنے اوپر دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : قرآن سناؤ ۔ میں نے سورہ والضحٰی اور الم نشرح سنائی ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر تشریف لے گئے ۔ جب میں اکیس سال کی عمر کو پہنچا تو قرافہ موضع میں میں نے صبح کی نماز کا

فقال لی و اما بنعمة ربك فحدث ۔

تحریمہ باندھا ہی تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چہرے کے سامنے جلوہ گر پایا ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے معانقہ فرمایا اور مجھ سے ارشاد فرمایا رب کی نعمت کا خوب ذکر کرو ۔

(المنح الالٰھیہ فی مناقب السادات الوفائیہ)

حضرت شیخ احمد رفاعی کا عقیدہ

فی بعض المجامیع حج سیدی احمد الرفاعی فلما وقف تجاه الحجرة الشریفة انشد فی حالة الوجد روحی کنت ارسلها تقبل الارض عنی فهی نائبتی وهذه نوبة الاشباح قد حضرت فامدد یمینك کی تحظی بها شفتی فخرجت الیه الشریفة من القبر الشریف فقبلها ...... الخ ۔

بعض مجامیع میں ہے کہ جب حضرت شیخ احمد رفاعی نے حج فرمایا تو مدینہ منورہ میں حاضری دی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں شعر عرض کئے یا رسول اللہ جب ظاہرا دور تھا تو میں اپنی روح کو سرکار کی قدمبوسی کے لیے مدینہ منورہ بھیجتا تھا اور اس بار جسم کی حاضری ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا داہنا دستِ رحمت دراز فرمائیے تاکہ میں دستِ رحمت کو چوم لوں ۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ رحمت گنبد خضری سے باہر نکل آیا ۔

اور میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دست بوسی کا شرف حاصل کیا ۔

شیخ برہان الدین بقاعی، شیخ امام ابوالفضل نوہری اور شیخ سیّد نور الدین ایجی کا عقیدہ !!

حضرت شیخ برہان الدین بقاعی اپنی کتاب معجم میں فرماتے ہیں:

حدثنی الامام ابوالفضل ان السیّد النور الدین الایجی لما ورد الی الروضة الشریفة وقال السلام علیك ایها النبی ورحمة الله و برکاته، سمع من کان بحضرة قائلًا من القبر یقول وعلیك السلام یا ولدی.....الخ

کہ بیان کیا مجھ سے حضرت امام ابوالفضل نے فرمایا کہ جب سیّد نور الدین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پہ مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر شریف سے جواب فرمایا اور سب حاضرین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب سُنا ۔ اے میرے بیٹے تجھ پہ سلام!

شیخ حافظ محب الدین بن نجّار، شیخ ابواحمد داؤد، شیخ ابوالفرح مبارک بن عبداللہ اور شیخ ابونصر عبدالواحد کرخی کا عقیدہ

قال الحافظ محب الدین

حضرت حافظ الحدیث حافظ محب الدین

بن نجار فی تاریخہ اخبرنی
ابو احمد داؤد قال اخبرنا
ابو الفرح المبارک بن
عبد اللہ قال حکی شیخنا
ابو نصر عبد الواحد الکرخی
قال حججت و زرت
النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فبینا انا جالس عند الحجرۃ
الشریفۃ اذ دخل الشیخ
ابو بکر الدیار بکری و
وقف بآزاءِ وجہ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم و
قال السلام علیک یا رسول
اللہ فسمعت صوتاً من
داخل الحجرۃ و علیک
السلام یا ابوبکر وسمعہ
من حضر ۔ الخ

بن نجار اپنی تاریخ میں فرماتے
ہیں مجھ کو ابو داؤد نے خبر دی
فرماتے ہیں مجھ کو خبر دی حضرت شیخ
ابو الفرح مبارک بن عبد اللہ نے
فرمایا ہم سے ہمارے شیخ ابو نصر
عبد الواحد کرخی نے فرمایا کہ میں
حج کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر تھا کہ اچانک
حضرت شیخ ابو بکر دیار بکری تشریف
لائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے مواجہہ شریف میں ٹھہر کر ـــــ
السلام علیک یا رسول اللہ
عرض کی تو میں نے حجرہ مبارکہ سے
وعلیک السلام یا ابوبکر
کا جواب سنا اور حاضرین مجلس نے
بھی سنا۔

شیخ ابو الحسین محمد بن سمعون بغدادی اور حضرت ابو طاہر محمد بن علی العلاف کا عقیدہ!

حضرت ابن باطیس نے مزیل الشبہات میں فرمایا حضرت شیخ ابو طاہر فرماتے

ہیں کہ میں حضرت ابو الحسین بغدادی کی مجلسِ وعظ میں حاضر ہوا ۔ اس کی عبارت یہ
یہ ہے :

حضرت ابو الحسین بن سمعون
فی مجلس الوعظ وھو جالس
علی کرسیۃ یتکلم فکان ابو الفتح
القواس جالساً الی جنب الکرسی
فغشیۃ النعاس و نام فامسک
ابو الحسین ساعۃ من الکلام
حتی استیقظ ابو الفتح ورفع
راسہ فقال لہ ابو الحسین
رایت النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فی نومک قال نعم ۔
قال ابو الحسین لذالک امسکت
عن الکلام ان تنزعج وینقطع
ما کنت فیہ فھذا یشعر
بان ابن سمعون رأی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یقظۃ و رآہ صلی اللہ علیہ
وسلم ابو الفتح فی نومہ
انتھی بلفظہ ۔

میں حضرت ابو الحسین کی مجلس وعظ
میں حاضر ہوا اور وہ منبر پہ بیٹھ کر
وعظ فرما رہے تھے ۔ حضرت ابو الفتح
قواس منبر کے قریب ہی بیٹھے تھے کہ ان
کو نیند آ گئی ۔ حضرت ابو الحسین نے
اپنا وعظ بند کر دیا یہاں تک کہ حضرت
ابو الفتح بیدار نہ ہو گئے ۔ جب وہ بیدار
ہوئے ۔ حضرت ابو الحسین نے ان سے
فرمایا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
خواب میں اسی وقت زیارت کی ہے ۔
آپ نے فرمایا ہاں ۔ اس پہ حضرت
ابو الحسین نے فرمایا : اسی لیے میں
نے وعظ بند کر دیا تھا تاکہ تمہاری
زیارت کرنے میں کسی قسم کا خلل نہ
آئے ۔ حضرت ابن باطیس فرماتے ہیں
اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو الحسین
نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری
میں دیکھا اور حضرت ابو الفتح نے
خواب میں دیکھا۔

امام ابوبکر بن ابیض ــــ ادیؒ

حضرتِ ابوالحسن بنان حمال زاہد کا عقیدہ!

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے غلاموں کے پاس تشریف لیجانا

حضرت علامہ ابوبکر بن ابیض نے اپنی جزء میں نقل فرمایا کہ میں نے حضرت ابوالحسن بنان حمال زاہد سے سنا۔ انہوں نے فرمایا: مجھ سے بیان کیا میرے بعض اصحاب نے کہ مکّہ مکرّمہ میں ایک بزرگ ابنِ ثابت کے نام سے مشہور تھے،

هو قد خرج من مكة الى المدينة المنورة ستين سنةً ليس الا للسلام على رسول الله صلى الله عليه وسلم و يرجع فلما كان فى بعض سنين تخلف لشغل او سبب فقال بيناهو قاعد فى الحجرة بين النائم و اليقظان اذا رأى النبى صلى الله عليه وسلم وهو يقول يا ابن ثابت لم تزرنا فزرناك الخ

وہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ۶۰ سال تک صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام کے لیے حاضر ہوتے رہے۔ ایک سال وہ کسی سبب سے حاضر نہ ہوسکے تو وہ اپنے حجرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ نہ بیدار تھے نہ نیند میں تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جلوہ گر دیکھا اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں اے ابن ثابت تم تو ہماری زیارت کے لیے نہیں آئے ہم خود تمہیں ملنے تشریف لے آئے ہیں۔

اولیاء کرام کا ایک وقت میں کئی جگہ موجود ہونا

حضرت تاج الدین بن عطاء اللہ کا عقیدہ!

قُطبؒ وقت سے کوئی مکان خالی نہیں ہوتا

قال لبعض التلامذته حججت فلما كنت فى الطواف رأيت الشيخ تاج الدين فى الطواف فنويت ان اسلم عليه اذا فرغ من طوافه نائمًا فرغ من الطواف جئت ولم اره ثم رائيته فى عرفة كذالك فى سائر المشاهد كذالك فلما رجعت الى القاهرة سألت عن الشيخ فقيل طيّب فقلت هل سافر قالوا لا فجئت الى شيخ وسلمت عليه فقال لى من رأيت فقلت يا سيّدى رأيتك فقال يا فلان الرجل الكبير يملاء الكسون لودعى القطب من حجر لاجاب

حضرت تاج الدین کے بعض مریدوں نے حج کیا۔ وہ فرماتے ہیں میں نے اپنے شیخ کو طواف میں دیکھا۔ ارادہ کیا سلام عرض کروں جب پہنچا تو نہ پایا پھر اسی طرح مقامِ عرفات میں شیخ کو دیکھا۔ منٰی میں دیکھا۔ مزدلفہ میں دیکھا۔ حج کے سارے مقامات میں دیکھا جب قریب جاؤں کچھ نہ پاؤں جب میں قاہرہ واپس آیا تو لوگوں سے حضرت کا حال پوچھا۔ لوگوں نے کہا بخیریت ہیں۔ میں نے کہا حضرت حج کو گئے تھے؟ لوگوں نے کہا نہیں۔ پھر میں شیخ کے پاس آیا۔ سلام عرض کیا۔ حضور نے مجھ سے فرمایا تم نے کس کو دیکھا۔ میں نے عرض کیا آپ کو دیکھا۔ فرمایا اے فلانے ولی کامل

فاذا كان القطب يملاء الكون فسيد المرسلين صلى الله عليه وآله وسلم من باب الاولىٰ ۔

ساری خدائی کو اپنے وجود سے پُر کر دیتا ہے ۔ اگر قطبِ وقت کو پتھر سے پکارا جائے تو قطبِ وقت پتھر سے پکار کا آواز دیں گے ۔ تو جب قطب وقت سے کوئی مکان خالی نہیں ہوتا تو حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسے خالی ہو سکتا ہے ؟

ان تمام اقوال کو امام سیوطیؒ نے اپنے رسالہ میں نقل فرمایا :

رسالہ جلیلہ "المنجلی فی تطور الولی" کے نصوصِ مبارکہ

اب فقیر حضرت سیّدی سید العلماء والاولیاء الکاملین حضرت قطبِ وقت علامہ امام اجل امام الائمہ جلال الدین السیوطیؒ کے رسالہ "المنجلی فی تطور الولی" کی عبارات نقل کرتا ہے جس سے یہ مسئلہ کہ اولیاء کرام ایک وقت میں کئی جگہ ہوتے ہیں، خوب ہی واضح ہو جائے گا ۔ جس سے ایمان والوں کے ایمان تازے چہرے نوری ہو جائیں اور بدنصیبوں محروموں مجرموں ، بدعقیدہ لوگوں کے چہرے سیاہ ہو جائینگے ۔

سرکار عبد القادر طشطوطی کا کئی جسموں میں کئی جگہ موجود ہونا ۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:

رفع اليّ سوال فی رجل حلف بالطلاق ان ولی الله الشیخ عبد القادر طشطوطی بات عندهٗ ليلة كذا فحلف آخر بالطلاق انه بات عندهٗ فی تلك الليلة بعينها فهل يقع الطلاق على احدهما ام لا فارسلت قاصدی الى الشيخ عبد القادر فساله عن ذلك فقال ولو قال اربعة انى بت عندهم لصدقوا ..... الخ ۔

(المنجلی فی تطور الولی)

مجھ سے سوال کیا گیا ایک آدمی کے بارے میں جس نے طلاق کی قسم کی ہے کہ حضرت شیخ عبد القادر طشطوطی نے رات میرے پاس گذاری ہے اور دوسرے آدمی نے قسم اٹھائی کہ آپ نے وہ رات تیرے پاس نہیں بلکہ میرے پاس گذاری ہے ۔ کیا اب طلاق کسی کی ہو گی یا نہ ۔ حضرت امام فرماتے ہیں میں نے اپنا قاصد حضرت شیخ عبد القادر کے پاس بھیجا تاکہ آپ سے یہ بات دریافت کرے ۔ تو آپ نے فرمایا اگر چار مسلمان بھی کہتے کہ میں نے ہر ایک کے پاس رات گذاری ہے تو چاروں سچ کہتے ہیں ۔

ایک وقت میں ایک وجود کا کئی جگہ موجود ہونا محال نہیں ہے ۔

قال سيدی السيوطی فقد ينازع فيها من يتوهم ان وجود الشخص الواحد فی مكانين فی وقتٍ واحد

علامہ فرماتے ہیں اگر کوئی متوہم وہم کرے کہ ایک شخص کا ایک وقت میں چند جگہ موجود ہونا ممکن نہیں بلکہ محال ہے اس کا جواب یہ ہے

غیر ممکن بل ہو مستحیل ولیس کما توھمہ ھذا المتوھم من الاستحالہ فقد نص الائمہ الاعلام علی ان ذالک من قسم الجائز الممکن۔

کہ متوہم کا وہم غلط ہے کیونکہ بڑے بڑے ائمہ دین کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ ممکن اور جائز ہے۔

اِس عقیدہ کے حاملین ــــ!

(۱) علاءالدین القونوی شارح الحاوی (۲) شیخ تاج الدین السبکی (۳) کریم الدین الالمی (۴) صفی الدین (۵) ابی المنصور (۶) عبدالغفار بن نوح القواصی (۷) الامام الشیخ الیافعی (۸) الشیخ تاج الدین بن عطاء اللہ (۹) السراج ابن ملقن (۱۰) البرہان الابناسی (۱۱) الشیخ عبداللہ المنوفی (۱۲) الشیخ جلیل المالکی (۱۳) ابوالفضل (۱۴) محمد بن ابراہیم التلمسانی۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں :

ذرا غور کرو کہ اس عقیدہ پہ بڑے بڑے علماءِ دین امت ہیں۔ اکابرِ امت و محدثین و محققین و مفسرین کی تصریحات موجود ہوں تو وہ عقیدہ کیسے شرک ہو سکتا ہے۔

الحمد للہ رب العالمین

اولیاءِ کرام کے کئی جگہ موجود ہونے کے دلائلِ مبارکہ

امام سیوطی فرماتے ہیں :

قال سید السیوطی حاصل ما ذکروہ فی توجیہ ذالک ثلثۃ امور احدھا انہ من باب تعدّد الصور بالتمثل والتشکل کما یقع ذالک للجان والثانی انہ من باب طیّ المسافۃ وزوی الارض من غیر تعدد الخ الثالث انہ من باب عظم جثہ الولی بحیث ملاء الکون فشاھد کل مکان کما تقور بذالک شان ملک الموت ومنکر ونکیر حیث یقبض من مات فی المشرق وفی المغرب فی ساعۃ واحدۃ ویسال من قبر فیھا فی الساعۃ الواحدۃ ...... الخ

ائمہ محققین محدثین امت نے اس مسئلہ میں تین مسلک بیان فرمائے ہیں۔ اوّل یہ کہ جیسے جن کئی شکلوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ اسی طرح ولی اللہ بھی کئی شکلوں میں ظاہر ہو جاتے ہیں دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ زمین کو لپیٹ دیتا ہے۔ دونوں ملکوں یا شہروں یا گاؤں کی زمین ایک ہی بن جاتی ہے۔ ہر ایک ملک والا اپنی جگہ رہتا ہے جیسے بموقع معراج شریف بیت المقدس کو مکہ مکرمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا۔ تیسرا یہ کہ ولی کا جسم شریف بڑھ جاتا ہے۔ اس طرح پہ کوئی مکان ولی کے جسم سے خالی نہیں رہتا پس ہر جگہ ولی اللہ نظر آنے لگتا ہے جیسا کہ یہ تقریر حضرت ملک الموت اور منکر نکرین کے بارے میں

(تطور الولی)

کی گئی ہے کہ وہ ایک ہو کر مشرق مغرب میں ایک ہی وقت میں روح قبض کرتے ہیں اور منکر نکیر ایک وقت میں کئی ملکوں میں کئی قبروں میں سوال کرتے ہیں۔

ولی کے کئی جگہ موجود ہونے پر ائمہ دین کی عبارات!

امام قونوی کی عبارت

حضرت شیخ المحققین شیخ المحدثین امام علاء الدین قونوی اپنی کتاب 'الاعلام' میں فرماتے ہیں:

فی الممکن ان یخص اللہ تعالیٰ بعض عبادہ فی حال الحیاۃ بخاصیۃ لنفسہ الملکیۃ القدسیہ و قوۃ لھا۔ یقدرھا علی التصرف فی بدن آخر غیر بدنھا المعھود مع استمرار تصرفھا فی الاول وقد قیل فی الابدال انھم انما

یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ خاص کر لے اپنے بعض بندوں کو ان کے نفس کی پاکی کی وجہ سے صفتِ ملکیہ کے ساتھ اور ایسی طاقت کے ساتھ خاص کر لے کہ وہ بعض بندے قدرت رکھیں کئی جگہ میں ایک وقت میں موجود ہونے کی اور ہر ایک جسم میں الگ الگ تصرف کریں اور اولیاء کی جماعت ابدال

سموا ابدالاً لانھم قد یرحلون الی مکان ویقیمون فی مکانھم الاول شبحاً آخر شبیھا بشبحھم الاصلی بدلاً منہ واذ اجاز فی الجن ان یتشکلو فی الصور مختلفۃ فالانبیآء و الملائکۃ والاولیآء اولیٰ بذالک ۔۔۔الخ

کا نام اسی لیے ابدال ہے کہ وہ اپنے جسم اصلی کی جگہ دوسرا جسم بدل چھوڑ کر جہاں چاہیں آئیں جائیں اور جب جن کو ایک وقت میں کئی شکلوں میں موجود ہونے کی طاقت ہے تو انبیآء ملائکہ اولیآء کو ان سے بطریق اولیٰ طاقت ہے۔

عالمِ روح اور عالمِ جسم کے درمیان حضرت جبرئیل کا ایک وقت میں کئی جسموں میں موجود ہونا!!

امام قونوی "اعلام" میں فرماتے ہیں:

قد اثبت الصوفیہ عالماً متوسطاً بین عالم الاجساد والارواح سموہ عالم المثال وقالوا ھو الطف من عالم الاجساد و اکثف من عالم الارواح و بنوعلی ذلک

صوفیاء کرام عالم مثال کا عقیدہ رکھتے ہیں جو کہ عالم اجسام اور عالم روح کے درمیان ہے۔ عالم اجسام سے لطیف اور عالم روح سے کثیف ہے۔ اسی عقیدے پر ایک روح کا کئی شکلوں میں متشکل ہو جانا مانتے ہیں۔ ان کی دلیل اللہ

فجسد الارواح وظهورها
فی صور مختلفه من عالم
المثال و قد یستأنس لذالک
بقوله تعالیٰ فتمثل لها
بشرًا سویًّا ط فتکون
الروح الواحدة کروح
جبرئیل علیه السلام مثلا
فی وقت واحد مدبرة لشجله
الاصل ولهذا الشبح
المثالی و ینحل بهذا
ماقد اشتهر نقله
عن بعض الائمة انه
سأل بعض الاکابر عن
عن جسم جبریل علیه
السلام فقال این یذهب
جسمه الاول الذی
سد الافق باجنحته
لما تأتی للنبی صلی
علیه وسلم فی صورته
الاصلیة عند اتیانه
الیه فی صورته دحیة

تعالیٰ کا قول فتمثل لها
بشرًا سویًّا ہے جبرئیلؑ
حضرت مریمؑ کے پاس مثال بشری
میں ظاہر ہوئے۔ پس ہوگئی ایک
روح روحِ جبریلؑ ایک وقت میں
دو جسموں میں تصرف کرنے والی۔
ایک اصلی اور ایک مثالی میں اور
اس تقریر سے وہ اشکال بھی حل
ہوگیا جو کہ مشہور ہے کہ بعض
ائمہ نے بعض اکابر مشائخ سے سوال
کیا کہ حضرت جبرئیل کا جسم اصلی جو کہ
تمام فضا کو بھرنے والا تھا وہ
کہاں جاتا تھا جب وہ سرکار
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ
عالیہ میں دحیہ کلبی کی شکل
میں ظاہر ہوتے تھے اور جو بعض
نے جواب دیا کہ جسم جبرئیل متشکل
ہوکر اس ایک دوسرے میں
چھوٹا سا جسم بن جاتا تھا۔ پھر جب
واپس ہوتے تو پھیل جاتا تھا۔
یہ جواب اچھا نہیں ہے بلکہ

و قد تکلف بعضهم
الجواب عنه بان یجوزان
یقال کان یندمج بعضه
فی بعض الیٰ ان یصغر
حجمه بقدر صورة
دحیة ثم یعود ینبسط
الیٰ ان یصیر کهیئته
الاولیٰ وما ذکره الصوفیه
احسن وهو ان یکون
جسمه الاولیٰ بحاله
لم یتغیر وقد اقام
الله له شبحًا آخر
و روحه تتصرف
فیها فی وقت واحد
وکذالک الانبیاء ولا
بعد فی ذالک لانه اذا
جاز احیاء الموتی لهم
و قلب العصاء ثعبانًا
و ان لقاموهم الله
علی خلاف المعتاد فی
قطع المسافة البعیده

محض ایک تکلف ہے بہتر جواب
وہی ہے جو کہ صوفیاء عظام نے
دیا ہے ان کا اصلی جسم اپنی جگہ
رہتا ہے اور مثالی جسم حضرت دحیہ کلبی
کی طرح ہوجاتا ہے۔ روح ایک دونوں
اصلی، مثالی میں تصرف کرتا ہے۔
ایک وقت میں اور اسی طرح انبیاء
کرام کئی جگہ کئی جسموں میں
موجود ہوتے ہیں اور اس میں کچھ
بُعد نہیں۔ کیونکہ جب وہ مردے
زندہ فرماتے ہیں، عصا کا سانپ
بناتے ہیں اور ایک آن میں زمین
آسمان کی مسافت طے فرماتے ہیں
اللہ تعالیٰ کی عطا شدہ قوت سے
تو یہ بات کیسے منع ہوسکتی ہے کہ
وہ ایک وقت میں کئی جگہ کئی جسموں
میں موجود نہ ہوں اور اسی عالم
امثال کے عقیدے سے بڑے
بڑے مشکل اعتراضات فوراً حل
ہوجاتے ہیں جیسا جنت کی چوڑائی
سات زمین آسمان کے برابر ہے

كما بين السماء والارض
فى الخلقه واحدة الى
غير ذلك من الخوارق
فلا يمتنع ان يخص هم
بالتصرف فى بدنين واكثر
من ذالك وعلى هذا
الاصل تخرج مسائل
كثيرة وتنحل به
اشكالات غير يسيرة
كقولهم جنة عرضها
السموات والارض
وهى فوق السموات
والارض وسقفها
عرش الرحمن كهف
اراها النبى صلى الله عليه
وسلم فى ارض الحائط حتى
تقدم اليها فى صلاته
ليقطف منها عنقودًا
على ما ورد به الحديث وجوابه۔

اور عرشِ الٰہی اس کا چھت ہے
تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
جنت اتنی بڑی کو ارض حائط
میں کیونکر ملاحظہ فرماکر اس سے
انگور کے گچھے توڑنے کا ارادہ
فرمایا۔ ہمارے اس جواب
سے بہت سے اشکال رفع ہوگئے۔

حضرت شیخ قضیب بان موصلی کا کئی شکلوں میں ایک وقت میں موجود ہونا!

انه بطريق التمثل وكما
يحكى عن قضيب البان
الموصلى وكان من الابدال
انه اتهمه بعض من لم يره
يصلى بترك الصلاة
وشدد النكير عليه
فى ذالك فتمثل له على الفور
فى صور مختلفة وقال
فى اى هذه الصور رأيتني
ما اصلى ۔ ولهم حكايات
كثيرة مبنية على هذه
القاعدة وهى من امهات
القواعد عندهم والله
اعلم ۔ انتهى كلام القونوى
بحروفه ۔

یہ بطور عالم مثالی کے تھا اور اسی
طرح حضرت قضیب بان جوکہ ابدالی
درجہ کے تھے اس پر بعض منکرین نے
سختی سے سوال کیا کہ یہ بے نماز
ہیں نماز نہیں پڑھتے تو حضرت قضیب
بان فوراً کئی شکلوں میں موجود ہو
گئے اور منکر سے کہا تم میرے کس
جسم کو بے نماز دیکھتے ہو۔ اور صوفیاء
کرام کے بڑے واقعات ہیں جو اسی
عالم مثال پر موقوف ہیں اور یہ ان
کے نزدیک اہم قواعد میں سے ایک
قاعدہ ہے۔ سرکار قونوی کا حرف
بحرف کلام ختم ہوگیا۔

امام تاج الدین سبکی کا عقیدہ!

قال امام الائمۃ تاج الدین
بن سبکی فی الطبقات
الکبریٰ فی ترجمۃ ابی
العباس الملثم کان من
اصحاب الکرامات والاحوال
ومن اخص الناس
بصحبتہ تلمیذہ الشیخ
الصالح عبدالغفار بن
نوح صاحب کتاب الوحید
فی علم التوحید وقد حکی
فی الوحید کثیرًا من
کراماتہ من ذالک قال کنا
عندہ یوم الجمعۃ فاشتغلنا
بالحدیث وکان حدیثہ
یلذ للسامع فبینما نحن
فی الحدیث والغلام یتوضأ
فقال لہ الشیخ الی این
یا مبارک فقال لی الجامع
فقال وحیاتی صلیت

سرکار امام الائمہ تاج الدین اپنی
کتاب "طبقات کبریٰ"
میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابو العباس
ملثم بڑے اولیاء اکابرین میں تھے
اور ان کے محبوب ترین مرید محدث
عبدالغفار صاحب "کتاب الوحید"
نے اپنے شیخ کی بہت کرامات
مبارکہ بیان کی ہیں۔ ان میں سے
ایک یہ ہے کہ ہم لوگ مریدین،
محدثین جمعہ کے دن حضرت کے
پاس حدیث میں مشغول تھے حضرت
کا بیان بڑا ہی لذیذ اور پیارا
تھا۔ ہم لوگ حدیث میں مشغول
تھے کہ ایک لڑکے نے وضو کیا۔
حضرت شیخ نے فرمایا کہاں چلے ہو؟
لڑکے مبارک! لڑکے نے جواب
دیا جامع مسجد میں چلا ہوں۔
فرمایا مجھے اپنی زندگی کی قسم میں نے
اس میں نماز پڑھی ہے۔ پس

فخرج الغلام وجاء
فوجد الناس قد خرجوا
من الجامع قال عبدالغفار
فخرجت فسألت الناس
فقالوا کان الشیخ ابو العباس
فی الجامع والناس تسلم
علیہ فرجعت الیہ
فسألتہ فقال انا اعطیتہ
البدل :.... الخ

غلام گیا اور آیا اور لوگوں کو جامع
سے نکلتے ہوئے پایا۔
محدث عبدالغفار فرماتے ہیں میں
فورًا نکلا۔ لوگوں سے سوال کیا:
لوگوں نے کہا کہ حضرت الشیخ ابو العباس
جامع میں ہیں اور لوگ ان کو سلام
کرتے رہے ہیں۔ میں واپس ہوا
شیخ کے پاس میں نے سوال
کیا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے
ابدالی درجہ عطا فرمایا ہے۔ الخ

حضرت امام صفی الدین بن ابو المنصور کا عقیدہ

حضرت امام الائمہ امام صفی الدین اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں حضرت شیخ
اجل مفرج کا ایک واقعہ اپنے شہر میں اپنے مریدوں کے ساتھ ہوا۔ اُن کے مریدین
میں سے ایک حج کو گیا۔ اس نے کہا کہ میں نے شیخ کو حج کے دن مقامِ عرفات میں
دیکھا ہے۔ دوسرے نے کہا (مریدنے) کہ شیخ حج شریف کے دن ہمارے
پاس اپنے موضع دمامین کسی دوسری جگہ نہیں گئے۔ ہر ایک مریدنے طلاق
کی قسم اٹھالی۔ یہ جھگڑا حضرت مفرج کے دربار میں پہنچا۔ حضرت نے
ہر ایک کی تصدیق فرمائی۔ اور نکاح ہر ایک کا بحال رکھا۔

اس واقعہ پر

امام جلال الدین السیوطی کا تبصرہ

قال سیدنا امام جلال الدین[3] فی المنجلی الولی اذا تحقیق فی ولایتہ مکن من التصوّر فی الصور والاطوار و تظھر علی روحانیتہ فی حین واحد فی جھانٍ متعددۃ فانہ یعلی الطور فی الاطوار و التلبس فی الصور علی حکم ارادتہ فالصورۃ التی ظھرت من راٰھا بعرفۃ حق وصورتھا التی راٰھا اخرلم لفارق وما بین حق و صورت کل منھا فی یمینہ حق۔ .....الخ

حضرت امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ ولی جب ولایت پر فائز ہوتا ہے تو وہ طاقت رکھتا ہے ایک وقت میں کئی جگہ کئی جسموں میں موجود ہونے کی اور کئی اجسام کئی اشکال اس کی روحانیت پر اور ایک وقت میں کئی جہات متعددہ میں ظہور فرماتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ولی کو بھی اطوار میں تطور کی طاقت دی ہے۔ اور کئی صورتوں میں ظاہر ہونے کی قدرت بخشی ہے اور جو صورت راوی نے حضرت مفرج کی حج میں مقامِ عرفات میں دیکھی حق ہے۔ اور جو دوسری صورت دمایین میں اسی حج کے دن دیکھی حق ہے ان دونوں کی قسم کا سچ ہونا حق ہے...... الخ

امام یافعی کا عقیدہ

قال سیدی الیافعی فی کفایتہ المحتقد ان قال قائل تعدد الصور من شخص واحد محال فالجواب ان ذلکؑ قد وقع وشوھد ولا یمکن جحدہ وان یخیر فیہ العقل من ذالکؑ ما اشتھر عن کثیر من الفقھآء وغیرھم ان الکعبۃ المعظمۃ شوھدف تعارف بجماعۃ من الاولیار فی اوقات فی غیر مکانہ و معلوم انھا فی مکانھا لم تفارقہ فی تلکؑ الاوقات ومن ذالکؑ قصۃ قضیب البان الذی رودوینا عن بعض الاکابر انہ قال ما الشان فی الطیران انما الشان فی اثنین احدھما فی المشرق و

حضرت امام الائمہ امام یافعی کفایۃ المعتقد میں فرماتے ہیں کہ اگر کوئی کہے کہ ایک شخص کا کئی جگہ موجود ہونا محال ہے تو جواب یہ ہے کہ یہ محال نہیں ہے بلکہ یہ واقعہ ہوا ہے مشاہدے میں آیا ہے اور اس کا انکار محالات میں سے ہے۔ اگرچہ عقول حیرت میں ہیں اور اسی مشاہدے میں سے یہ ہے جو فقہار کرام محدثین عظام کے ہاں مشہور ہے کہ خانہ کعبہ اولیار کرام کا طواف کرتا ہے ان کے ملکوں میں دیکھا گیا ہے اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ خانہ کعبہ نے بوقت طواف اولیاء ان کے ملکوں میں طواف کرتے وقت مکہ مکرمہ بھی نہیں چھوڑا تھا۔ خانہ کعبہ مکہ مکرمہ میں بھی موجود تھا اور اولیار کرام کے طواف میں بھی لگا ہوا تھا۔ اور اسی سے حضرت موصلی کا قصہ اور بعض اولیار اکابرین نے فرمایا ہے کہ یہ کوئی بڑی بات نہیں کہ ولی ہوا میں اڑ جائے۔

والآخر بالمغرب يشتاق كل منهما إلى زيارة فيجتمعان و يتحدثان و يعود كل واحد منهما في مكانه لم يبرح عنه ۔ الخ

بلکہ بڑی بات یہ ہے کہ ایک ولی مشرق میں ہے دوسرا مغرب میں ہے ہر ایک کو ایک دوسرے کی ملاقات کا شوق ہوتا ہے۔ وہ آپس میں ملاقات کرتے اور بات چیت کرتے ہیں اور لوگ ان کو اپنی اپنی جگہ بھی مشاہدہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے موضع سے کہیں بھی دوسری جگہ نہیں گئے حالانکہ مشرق والا مغرب میں چلا گیا یا مغرب والا مشرق میں چلا گیا ہوتا ہے۔

حضرت سہل بن عبد اللہ تستری کا عقیدہ

قال سيدي امام اليافعي في روضة الرياحين، ذكر بعض اصحاب سهل بن عبد الله تستري قال حج رجل سنة فلما رجع قال اخ له رأيته سهل بن عبد الله في الموقف بعرفة فقال له اخوه كنا عنده يوم التروية

حضرت عارف کامل امام یافعی روضۃ الریاحین شریف میں فرماتے ہیں ذکر کیا حضرت سہل کے بعض مریدوں نے کہ ایک آدمی نے حج کیا۔ جب وہ واپس آیا تو اپنے بھائی سے کہا کہ میں نے حضرت سہل کو مقامِ عرفات میں دیکھا۔ اس کے بھائی نے جواب دیا ہم لوگ حج کے دن ان کے پاس ان

في رباطه بباب تستر فالف بالطلاق انه راه في الموقف فقال له اخوه قم بنا حتى نسأله فقالوا وخلا عليه و ذكرا له ما جرى بينهما و سألا عن حكم اليمين فقال سهل مالكم بعض من حاجته اشتغفوا بالله وقال للحالف امسك عليك زوجك ولا تخبر بهذا احدًا ..... الخ

کے گاؤں تستر میں موجود تھے۔ حضرت کہیں نہیں گئے۔ اس حاجی نے طلاق کی قسم اٹھالی کہ میں نے حضرت کو حج میں ضرور دیکھا ہے۔ اس کے بھائی نے کہا چلو حضرت سے ہی فیصلہ کراتے ہیں۔ دونوں ان کے پاس گئے۔ اپنا قصہ سارا بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا تم کو ان معاملات سے کیا سروکار ہے تم اللہ اللہ کرو اور حاجی سے فرمایا تمہاری قسم حق ہے تمہاری بیوی کو طلاق نہیں ہوئی۔ لیکن کسی کو یہ قصہ مت سناؤ

شیخ خلیل مالکی کا عقیدہ

قال الشيخ السيدي خليل المالكي في كتاب الذي الفه في مناقب شيخه الشيخ عبد الله المنوفي ما نصه الباب السادس في طي الارض له مع عدم تحركه من ذلك ان رجلا جاء من الحجاز

حضرت شیخ مالکی نے اپنے مرشد حضرت منوفی کی شان میں ایک کتاب تصنیف فرمائی۔ اس کے چھٹے باب میں اپنے شیخ کے کئی جگہ موجود ہونے کی کرامات نقل فرمائی ہیں۔ فرماتے ہیں ایک آدمی حجاز سے آیا اس نے شیخ کے متعلق پوچھا اور ذکر کیا کہ میں نے شیخ کو حج

وسأل عن الشیخ وذکر انه راه واقفاً بعرفة فقال له الناس الشیخ لم یزل مکانه فحلف علی ذلك فطلع الشیخ واراد ان یتکلم فاشار الیه بالسکوت ..... الخ

میں عرفات کے میدان میں دیکھا۔ لوگوں نے کہا شیخ اپنے گھر سے کہیں نہیں گئے۔ اس نے قسمیں اٹھائیں حضرت شیخ بھی تشریف لے آئے۔ اس آدمی نے اس راز کو ظاہر کرنے کا ارادہ کیا۔ شیخ نے اس کو چپ ہونے کا اشارہ فرمایا۔

شیخ ابوالعباس مرسی کا ایک وقت میں کئی جگہ موجود ہونا

خانہ کعبہ اولیاء کرام کا طواف کرتا ہے

قال السیدی الشیخ خلیل مالکی فی کتابه عن الشیخ ابی العباس المرسی انه طلبه انسان عنده یوم الجمعة لبعض الصلاتہ فانعم له ثم جاء له اربعة کل منهم طلب منه مثل ذلك فانعم للجمیع ثم صلی الشیخ مع الجماعة وجاء وقعد بین الفقها ولم یذهب

حضرت خلیل مالکی فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ ابوالعباس المرسی کے پاس ایک آدمی بعد نماز جمعہ کے حاضر ہوا۔ اس نے حضرت کو دعوت دی۔ حضرت نے قبول فرمائی۔ اس کے بعد چار آدمی دوسرے آئے۔ انہوں نے دعوت دی۔ حضرت نے ہر ایک کی دعوت قبول فرمائی پھر حضرت نے نماز پڑھی اور آکر علماء محدثین کے گروہ میں بیٹھ گئے اور حضرت ان پانچ میں سے کسی کے پاس نہ گئے۔

لاحد منهم واذا بکل جاء من الخمسة یشکر الشیخ علی حضوره عنده.

اس کے بعد وہ پانچوں آدمی آئے۔ ہر ایک نے حضرت شیخ کا دعوت پر تشریف لانے کا شکریہ ادا کیا۔

٥

وقد حکی جماعة ان الکعبة رؤیت تطوف ببعض الاولیاء هذا کلام الشیخ خلیل المالکی وناهیك به امامة وجلالة ...... الخ

اور جماعت اولیاء سے نقل کیا گیا کہ کعبہ معظمہ کو دیکھا گیا ہے کہ اولیا کرام کا طواف کرتا ہے۔ شیخ مالکی کا کلام ختم ہوگیا ہے۔ تجھ کو اے مسلمان حضرت مالکی کی تحریر کافی ہے۔ کیونکہ ان کی شان امامت، جلالت بزرگی کے اعتبار سے بہت بڑی ہے۔

حضرت شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ کا عقیدہ قطب وقت ہر جگہ موجود ہوتا ہے

قال سیدی امام الائمه علامه جلال الدین السیوطی رأیت فی مناقب الشیخ تاج الدین بن عطاء اللہ بعض تلامیذه ان رجلا من جماعته الشیخ

حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ تاج الدین کے مناقب میں دیکھا ہے کہ ایک مرید حضور کا حج کر کے آیا اس نے کہا کہ میں نے شیخ کو طواف کرتے وقت مقام ابراہیم میں نماز پڑھتے وقت

حج قال رأیت الشیخ فی المطاف و خلف الامام و فی السعی و فی عرفاۃ فلمّا رجعت سألت عن الشیخ فقیل ھو طیبٌ فقلت ھل سافر او خرج من البلد فقیل لا نجیت الیہ فسلّمت علیہ فقال من رائیت فی سفرتك ھٰذہ من الرجال قلت یا سیّدی رأیتك فتبسم و قال الرجل الکبیر یملاء الکون لو دعی القطب من حجر الاجاب۔

صفا اور مروہ میں سعی کرتے اور مقامِ عرفات میں بھی دیکھا ہے ۔ جب مرید واپس آیا تو لوگوں سے پوچھا شیخ کا کیا حال ہے ؛ لوگوں نے کہا بہت اچھا ہے ۔ پھر میں حضرت کے پاس آیا ۔ سلام عرض کیا ۔ حضرت نے پوچھا تو نے اپنے سفر میں کس کو دیکھا ہے ۔ میں نے عرض کیا حضور کو دیکھا ہے ۔ حضرت نے تبسم فرمایا اور کہا کہ ولی اللہ کے دوست) ساری خدائی کو اپنے جسم سے بھرپور کر دیتا ہے ۔ اگر قطبِ وقت کو پتھر سے آواز دی جائے تو قطبِ وقت پتھر سے آواز کا جواب دے گا ۔

حضرتِ عزرائیل علیہ السلام کا ایک وقت میں کئی جگہ موجود ہونا

قال صاحب الوحید الالٰھیہ لا یحجب علیھا فھذا عزرائیل علیہ السلام یقبض فی کل ساعتہ

حضرت شیخ وحید فرماتے ہیں کہ عطائے الٰہیہ پر بندش نہیں ہو سکتی ۔ یہ حضرت عزرائیل ہیں کہ قبض کرتے ہیں ایک آن میں مخلوق کو تمام عالمین سے

من الخلائق فی جمیع العالم مالا یعلمہ الّا اللہ و ھو یظھر لھم بصور اعمالھم فی مرائی شتی وکل واحد منھم یشھدہ و یبصرہٗ صور مختلفہ ... الخ

کہ اس کا شمار رب ہی جانتا ہے اور حضرت ملکوت ظاہر ہوتے ہیں مخلوق کے سامنے ان کے اعمال کی صورتوں سے لائق مختلف صورتوں میں اور ہر ایک ان کو مشاہدہ کرتا ہے اور دیکھتا ہے الگ الگ صورت میں ۔

شیخ سراج الدین ابن ملقن اور غوثِ اعظم شہنشاہِ بغداد کا عقیدہ

قال سراج الدین فی طبقات الاولیاء فی احوال سیدی قضیب بان موصلی قال سئل عند الشیخ عبد القادر جیلانی فقال ھو ولی مقرب ذو حال مع اللہ و قدم صدق عندہ فقیل ما نراہ یصلی فقال انہ یصلی من حیث لا ترونہ و انی اراہ اذا صلی بالموصل او لغیر

شیخ سراج الدین ابن ملقن طبقات الاولیا میں حضرت قضیب بان موصلی کے حالات میں کہتے ہیں کہ سوال کیا گیا کہ حضرت سرکار غوثِ اعظم سے ان کے متعلق تو آپ نے فرمایا قضیب بان ولی کامل صاحبِ حال صاحبِ مقامِ کبیر ہیں ۔ لوگوں نے عرض کیا ہم نے ان کو نماز پڑھتے نہیں دیکھا ہے ۔ حضرت غوثِ اعظم نے فرمایا جہاں وہ نماز پڑھتے تھے تم ان کو دیکھ نہ سکتے تھے اور میں نے ان کو

من آفاق الارض يسجد عند باب الكعبة

دیکھا ہے جب وہ نماز موصل میں پڑھیں یا زمین کے کسی گوشے میں پڑھیں سجدہ خانہ کعبہ کی چوکھٹ پر مکہ مکرمہ میں کرتے تھے

حضرت قضیب بان کا جسم سے سارا گھر بھر دینا!

وقال ابوالحسن القرشی رأیته فی بیت بالموصل قد ملاه ونما جسده نماءً خارقًا للعادة فخرجت وقدهالنی منظره ثم عدت الیه فرأیته فی زاویة البیت وقد تصاغر حتی صار قدر العصفور ثم عدت الیه فرأیته کحالته المعتادة.... انتہی الکلام۔

حضرت شیخ ابوالحسن قرشی فرماتے رہے کہ میں حضرت بان کو ان کے گھر شہر موصل میں دیکھا کہ بان کا جثہ اتنا پھولا اور بڑا ہو گیا کہ سارا گھر حضور کے جسم سے بھر گیا۔ میں نکل گیا گھر سے ڈرتا ہوا۔ پھر واپس آیا تو آپ کو گھر کے ایک کونے میں چھوٹا سا پایا چڑیا کے قد کے برابر۔ میں پھر نکل گیا۔ اور پھر آیا تو آپ کو (اصلی) حالت میں پایا۔

شیخ برہان الدین، شیخ ابوالعباس بصیر اور شیخ ابوالحجاج اقصری کا عقیدہ

قال الشیخ برهان الدین فی کتاب تلخیص الکوکب المنیر فی مناقب الشیخ ابی العباس البصیر من کراماته انه لما قدم مکة اجتمع بالشیخ ابی الحجاج الاقصری بجلسائی الحرم یتذاکران احوال القوم فقال ابوالحجاج هل لك فی طواف اسبوع فقال ابوالعباس ان لله رجالاً یطوف بیته بهم فنظر ابوالحجاج واذا بالکعبة طائفة بهما قال برهان الدین الابناسی ولا ینکر ذالك فقد تضافرت اخبار الصالحین علی نظیر

حضرت شیخ برہان الدین ——— اپنی کتاب تلخیص الکوکب المنیر فی مناقب الشیخ ابی العباس البصیر میں کہتے ہیں حضرت ابوالعباس کی کرامات میں ہے ——— کہ حضرت مکہ شریف میں تشریف لے گئے۔ وہاں حضرت ابوالحجاج اقصری سے ملے۔ دونوں شیخ مسجد حرم میں جلوہ گر تھے اولیاء کرام کے حالات میں گفتگو فرما رہے تھے کہ وہاں حضرت ابوالحجاج نے حضرت ابوالعباس سے پوچھا کہ طواف کے سات پھیروں کے بارے میں آپ کا کیا حال ہے؟ حضرت ابوالعباس نے ابوالحجاج کو فرمایا کہ اللہ کے ایسے ولی جن کا طواف خانہ کعبہ کرتا ہے تو حضرت ابوالحجاج

هذہ الحکایته ـ

کیا دیکھتے ہیں کہ خانہ کعبہ دونوں کا طواف کر رہا ہے ۔ امام برہان الدین نے فرمایا اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ایسی کرامت کے بارے میں اولیاء کرام کی خبریں حد تواتر کو پہنچ گئی ہیں ۔

علامہ شمس الدین کا عقیدہ

قال صاحب الوحید من القوم من کان یخلی جسدہ ویصیر کالفخار التی لا روح فیها کما اخبرنی عیسی بن المظفّر عن الشیخ شمس الدین ان اصبهانی وکان عالماً مدرساً وحاکماً بقوص ان رجلاً کان یخلی جسدہ ثلاثة ایام ثم یرجع الی حاله الذی کان علیه ـ انتهی الکلام

حضرت علامہ امام صاحب الوحید فرماتے ہیں کہ اولیاء کرام میں سے بعض ولی ہیں جو کہ جسم کو روح سے خالی چھوڑ کر ٹھیکری کی طرح بلا روح) کسی دوسری جگہ چلے جاتے ہیں جیسے کہ مجھے خبر دی عیسٰی بن مظفر نے امام شمس الدین اصبہانی سے جو کہ عالم مدرس حاکم شہر قوص تھے فرمایا شہر قوص میں ایک ولی تھے جو کہ تین تین دن تک جسم کو روح سے خالی چھوڑ کر کسی دوسری جگہ چلے جاتے تھے پھر تین تین دن بعد ان کی روح جسم میں اپنی اصلی حالت پر دوبارہ لوٹ کر آتی رہی ۔

محدثین مفسرین محققین کے نزدیک انبیاء کرام علیہم السلام کا کئی جگہ موجود ہونا حق ہے

ان ائمہ کے اسماء گرامی جو اس عقیدہ کے حاملین ہیں!

ابن جریر ۔ ابن ابی حاتم ۔ ابن المنذر ۔ حاکم المحدیث ۔ ابن العباس ۔ سعید ابن جبیر ۔ حمید بن عبدالرحمٰن ۔ مجاہد ۔ قاسم ابن نبرہ ۔ عکرمہ ۔ محمد ابن سیرین ۔ قتادہ ۔ ابی صالح ۔ شمر بن عطیہ ۔ امام ضحاک — امام حسن رضی اللہ عنہم ۔

قال سیدی الامام جلال الدین سیوطی ومن ذالکٗ ما اخرجه ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابن المنذر فی تفاسیرهم والحاکم فی المستدرک وصححه عن ابن عباس فی قوله تعالیٰ لولا ان راء برهان ربه قال مثل له یعقوبؑ و اخرج ابن جریر مثله عن سعید بن جبیر وحمید بن عبدالرحمٰن ومجاهد

حضرت امام جلال الدینؒ سیوطی فرماتے ہیں ہماری دلیل اس مسئلہ پہ ائمہ اجل مفسرین محققین محدثین کی تفسیر اللہ تعالیٰ کے قول شریف لولا ان رأی برھان ربہ کی ہے سرکار ابن عباس سید المفسرین حبر الامۃ فرماتے ہیں سرکار یعقوب علیہ السلام سرکار یوسف علیہ کے پاس جلوہ گر تھے اخرجہ ابن جریر وابن حاتم و ابن المنذر فی تفاسیرہم والحاکم فی المستدرک وصححہ عن ابن عباس اور ابن جریر نے اس کی مثل امام سعید بن جبیر امام حمید

و القاسم ابن ابی نسبرہ
و عکرمہ و محمد بن
سیرین و قتادہ و ابی
صالح و شمر بن عطیة
والضحاک واخرج عن
الحسن قال الفرج سقف
البیت فرأی تمثال یعقوب
و فی لفظ عنہ قال رأی
تمثال یعقوب علیہ السلام
فهذا القول من هو۔

بن عبدالرحمٰن امام مجاہد، امام قاسم،
ابن ابی نبرہ، سرکار امام عکرمہ، امام محمد بن
سیرین، امام قتادہ، امام ابو صالح،
امام شمر بن عطیہ، امام ضحاک اور امام
حسن سے تخریج فرمائی۔ پس یہ قول
ان اکابرین امت سلف صالحین کا
دلیل ہے ہمارے مسئلہ کی کہ سرکار
یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوب
علیہ السلام کو شہر مصر میں ملاحظہ
فرمایا اور یعقوب علیہ السلام کنعان
میں بھی جلوہ گر تھے۔ ان عبارات
ائمہ محققین مفسرین محدثین سے ثابت
ہوا سرکار یعقوب علیہ السلام کا ایک
وقت میں کئی جگہ موجود ہونا۔

صحاح ستہ سے اس مسئلہ پر دلیل

قال سیدی الامام سیوطی
و من شواهد ما نحن فیه
اخرجه احمد والنسائی
بسند صحیح عن ابن عباس
فی قصة المعراج نجیئ بالمسجد

امام سید علامہ جلال الدین السیوطی
فرماتے ہیں نسائی میں صحیح سند کے ساتھ
ابن عباس رضی قصۂ معراج کے بیان
میں فرماتے ہیں کہ حضور فرماتے ہیں
کہ میں بیت المقدس لایا گیا یہاں تک

وانا انظر الیه حتی وضع
دون دار عقیل فنعته
وانا انظر الیه الحدیث
فهذا اما من باب التمثیل
کما فی رؤیة الجنة والنار
فی عرض الحائط واما من
باب طیّ المسافة وهو
عندی احسن هنا ومن
المعلوم ان اهل البیت
المقدس لم یفقدوه تلک
الساعة من بلدهم...الخ

کہ دار عقیل کے سامنے رکھ دیا گیا۔ میں
نے اس کو بیان کیا اس حال میں کہ
میں اس کو ملاحظہ فرما رہا تھا۔ پس یہ
بیت المقدس کا آنا یا تو باب مثال سے
ہے جیسے جنت دوزخ کا دیکھنا عرض
حائط میں یا طئ الارض سے ہے۔
اور یہی احسن ہے اور یہ بھی یقینی
بات ہے کہ بیت المقدس کے
لوگوں نے اس گھڑی میں بیت المقدس
کو اپنے شہر سے گم نہ پایا تھا۔
بیت المقدس ایک وقت میں مکہ مکرمہ
میں بھی تھا اور ملک شام میں بھی
تھا۔

یہ تمام دلائل قاہرہ و باہرہ نصوص ائمہ محققین محدثین مفسرین فقہاء کرام و اولیاء عظام کے، فقیر نے حضرت امام الائمہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ کے رسالہ "جلیلة المنجلی فی تطور الولی" سے نقل کئے ہیں۔

امام مالک کا اپنے مقلد علامہ ناصر الدین اللقانی کی قبر میں جلوہ گری فرمانا

حضرت امام المحققین امام الاجل قطب وقت امام عبدالوہاب الشعرانی نے "میزان الکبرٰی" میں اور حضرت امام علامہ یوسف النبہانی نے "جواہر البحار شریف" میں اور

علامہ امام شیخ نورالدین حلبی نے اپنی کتاب " اہل الاسلام والایمان بان محمداً صلی اللہ علیہ وسلم لایخلو منہ مکان ولازمان" میں سرکار امام مالک کا منکر نکیر کے سوال کے وقت قبر میں موجود ہونا نقل فرمایا :

ان مالکیاً مات فسئل فی القبر فارتج علیہ الجواب فقال میت

ایک مالکی مذہب کا انتقال ہوگیا۔ان کے نام کی تصریح حضرت امام شعرانی نے میزان الکبریٰ شریف میں فرمائی علامہ ناصرالدین اللقانی" کا انتقال ہوگیا۔قبر میں سوال کیا گیا۔ کچھ دقت محسوس ہوئی تو کیا دیکھتے ہیں کہ سرکار امام الائمہ امام مالک قبر میں موجود ہیں۔ ان کی طرف سے سوالوں کا جواب عطا فرما رہے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کے دلائلِ عقلیہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالمین کی رُوح ہیں

حضرت شیخ علی نورالدین حلبی اپنے رسالہ جلیلہ تعریف اہل اسلام و الایمان میں فرماتے ہیں :

لا یخالف اَحداً من کل موجود فی انه صلی الله علیه وسلم روح الوجود وهل رأیت و بلغكَ فی قول مشروح انه یصح مع الحیاة خلو جزءٍ من البدن عن الروح ولمّا کان النبی صلی الله علیه وسلم روح العوالم العلویه و السفلیه وجب ان لا یخلو جزءٌ منها عن جسده الشریف و روحه الزکیه .....الخ۔

کسی عقلمند کو اس میں خلاف نہ ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر موجود چیز کی روح ہیں ۔ کیا اے عاقل تجھے یہ بات کہیں معلوم ہوئی ہے کہ کوئی چیز حیات بھی ہو اور اس کے بدن کے کسی حصے میں روح نہ ہو اور بدن کا حصہ روح سے خالی بھی ہو اور حیات بھی ہو ۔ بلا روح چیز حیات نہیں رہ سکتی اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالمین علویہ سفلیہ کی روح ہیں تو — ثابت ہوا کہ کوئی مکان کوئی زمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی

نہیں ۔

من البراهین علی ذالكَ انه من الممکن المعقول المشاهد فی رای العین ان یجعل الله تعالی بنیة محمد صلی الله علیه وسلم بمکان کمکان جعل فیه البدر فیراه الذی فی اقصی المشرق کما یراه الذی فی اقصی المغرب وهو فرد و کذالكَ عین الشمس والزهرة ولقیة النجوم فانه قد استوی فی رویتها کل من کان علی وجه الارض لان الله تعالی قد جعل لها مکان یقتضی ذالكَ فلا بدع ان یکون قبر النبی صلی الله علیه وسلم بطیبة کذالكَ و لا غرو فی ان یجعل الله شبحاً من نبینا صلی الله علیه وسلم بغیر طیبة ایضا یری منها یشاهد کذالكَ مالم یکن الرائی اعمی البصیرة فلا یری

دلائلِ عقلیہ سے یہ ہے کہ ممکن معقول آنکھ کا مشاہدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے نبی کریمؐ کو ایسے مکان میں جلوہ گر فرمائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے چاند کا مکان بنایا ۔ پس دیکھئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر ایک مشرق و مغرب والا جیسے کہ سورج ستارہ زہرہ باقی ستارے جو روئے زمین پر ہیں ان کو دیکھتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مکان ہی ایسا عطا فرمایا ہے جس سے وہ ہر ایک کو نظر آتے ہیں اور اس میں کونسا بُعد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا روضۂ منورہ ایسے ہی مکان میں ہو جس سے ہر ایک کو نظر آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم منور ایسے مکان منور پر ہو لیکن دل کا اندھا نہ دیکھتا ہے کسی شے کو نہ ایمان لاتا ہے کسی چیز پر جیسے کہ آنکھ کا اندھا سورج چاند ستاروں کو نہیں دیکھتا ۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و موجود دیکھنا دل کے نورِ ایمان کا کام ہے اور معاند

شیئاً ولا یومن بشیء کما ان اعمی البصیرۃ یری الشمس ولا البدر ولا نجوم مع کونھا باریۃً بارزۃً ظاھرۃً ......الخ

بے چارے کا تو دل ہی اندھا ہے کیا کرے بدنصیب ہے ۔

دنیا عزرائیل کے سامنے ایک پیالے کی طرح ہے

انہ یجوز ویمکن ویتعقل ان یجعل اللہ تعالیٰ العوالم العلویہ والسفلیۃ بین یدی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کجعلہ تعالیٰ الدنیا بین یدی سیدنا عزرائیل فان الملک الجلیل عزرائیل سئل کیف تقبض روح الرجلین حضر اجلھما معًا احدھما فی اقصی المشرق والآخر فی اقصی المغرب فقال ان اللہ تعالیٰ قد زوی

یہ جائز اور ممکن ہے اور عقلِ سلیم تسلیم کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام عالمین علویہ سفلیہ کو میرے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایسا کر دے جیسا کہ اس نے تمام دنیا کو حضرت عزرائیل علیہ السلام کے سامنے کر دیا ہے ۔ کیونکہ حضرت ملک الموت سے سوال کیا گیا کہ آپ دو انسانوں کی روح کیسے قبض کرتے ہیں جب ان کی موت ایک وقت میں ہونے والی ہوتی ہے ۔ ایک مشرق میں ہوتا ہے تو دوسرا مغرب میں ہوتا ہے تو حضرت

لی الدنیا بجمیع اکوانھا فجعلھا بین یدی کالقصعۃ بین یدی الآکل اتناول منھا ما شئت ۔

(طبرانی)

عزرائیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ میرے پروردگار نے میرے سامنے تمام دنیا کو تمام جگہوں کو لپیٹ دیا ہے اور دنیا کو میرے سامنے ایسا کر دیا ہے جیسے کہ کھانے والے کے سامنے سالن کا پیالہ ۔ میں جہاں سے چاہوں پکڑوں ۔

تمام دنیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے ہاتھ کی ایک ہتھیلی کی طرح ہے ۔!

عن ابن عمر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ قد رفع لی الدنیا وانا انظر الیھا والی ما ھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ

(طبرانی، الشیخ ابو نعیم)

میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے دنیا کے بُعد کو دور کر دیا ہے ۔ میں تمام دنیا کو نظرِ رحمت سے دیکھتا ہوں اور جو کچھ واقعات اور معاملات وغیرہ اس میں قیامت تک ہونے والے ہیں، سب کو آنکھ سے دیکھتا ہوں کیسے دیکھتا ہوں جیسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی دیکھتا ہوں ۔

سبحان اللہ ہمارے نبی کریم رؤف رحیم کی کس قدر بلند و بالا اور ارفع و

اعلیٰ شان مبارک ہے ۔ اس حدیث شریف سے کئی مسائل نکلے اور فوائد ظاہر ہوئے ۔ وہ مسائل اور فوائد درج ذیل ہیں ۔

فوائدِ جلیلہ

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم بجسمہٖ حیات ہیں !

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بجسمہ الشریف حیات ہیں ۔ ان بد مذاہب کا رد ہوا جو معاذ اللہ حیات ہونے کے قائل نہیں ہیں کیونکہ دیکھنا زندہ کا کام ہے مردہ کا کام نہیں ۔

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ذرّے ذرّے کے علوم ہیں !

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تمام دنیا کے ذرّے ذرے کا علم، دلوں کے خطرات، نسیات، ارادات، مخلوق کی حرکات و سکنات، افعال، اقوال اعمال کا علم ہر وقت رکھتے ہیں ۔

(۳) حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا علم دائمی ہے !

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ علم اور دیکھنا ہمیشہ ہے ۔ اس میں انقطاع نہیں بلکہ پے درپے ہمیشہ لگاتار دیکھتے رہے ہیں اور دیکھتے رہیں گے ۔

(۴) حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں !

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم لوگوں کو ہر وقت دیکھتے ہیں ۔ ہمارا صلوٰۃ و

سلام سنتے ہیں ۔ کیونکہ بُعد ہماری طرف سے ہے، سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بُعد نہیں ہے ۔

(۵) حضور صلی اللہ علیہ وسلم قُرب و بُعد سے پاک ہیں !

میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اعجازی ہے کہ وہاں قُرب و بُعد ہے ہی نہیں بلکہ وہاں عرش، لوح، قلم، کرسی، ساتوں آسمان، ساتوں زمین ایسے قریب ہیں جیسا کہ حضورؐ کا دستِ رحمت قریب ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بُعد سے پاک ہیں ۔ وہاں سب دنیا یکساں ہتھیلی کی طرح ہے ۔

(۶) حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے غلاموں کی فریاد سنتے ہیں !

حضور صلی اللہ علیہ وسلم غلاموں کی فریاد کو سنتے ہیں ۔ کیونکہ حجاب ہماری طرف سے ہے اس طرف سے اصلاً حجاب نہیں ۔

(۷) حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بفضلہٖ تعالےٰ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں !

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ موجود اور حاضر و ناظر ہیں کیونکہ ہاتھ کی ہتھیلی کے سامنے ہاتھ والا حاضر و موجود ناظر ہوتا ہے اور جب ساری دنیا وما فیہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح ہے تو یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب دنیا کے سامنے ہر جگہ موجود حاضر و ناظر ہیں ۔ جن لوگوں کے دل میں ایمان ہے ان کے لئے یہ کمالاتِ عالیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ، دل کی ٹھنڈک ہیں ۔ بلکہ اس سے بھی ہزارہا درجہ کمال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑھ کر ہیں ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا عقیدۂ اہلِ حق ہے!

(۸) ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ موجود شاہد و مشہود، حاضر و ناظر ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تمام دنیا ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح ہے مگر حجاب ہماری طرف سے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر وہی دیکھتا ہے جس کا حجاب اٹھ جائے۔ کیونکہ اُس طرف سے حجاب نہیں بلکہ حجاب اس طرف سے ہے۔ اہل اللہ کا حجاب اٹھ جاتا ہے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر جگہ حاضر موجود دیکھتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر ہونے کا انکار دل کے اندھا ہونے کا اقرار ہے!

جو لوگ دلوں کے اندھے ہیں وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر نہیں دیکھ سکتے۔ کیونکہ وہ بے چارے اندھے ہیں۔ اُن کے دلوں پہ حجاب ہیں۔ ثابت ہوا حاضر و ناظر مسئلہ ہی اہل اللہ کا ہے۔ مگر فی زمانہ خشک ملاؤں، دیوبندیوں، نجدیوں، کانگرسیوں، معتزلیوں، خارجیوں کا مسئلہ نہ تھا اور نہ ہے۔ وہ بجائے اپنے اندھے ہونے کا اعلان کر رہے ہیں کہ ہم دل کے اندھے ہیں۔ کیونکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر موجود ہونے کے منکر ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہونے کا انکار دل کے اندھا ہونے کا اقرار ہے۔

رشید احمد گنگوہی دیوبندی کی جہالت!

مولوی رشید احمد گنگوہی مصدّق براہین قاطعہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شان شریف کا ثبوت ملک الموت کے شان پہ قیاس کر کے ثابت کرنا یہ قیاس فاسد ہے۔

کیوں گنگوہی! تم سے سینکڑوں سال پہلے ائمہ دین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ عظمت کو سمجھانے کے لیے سرکار ملک الموت کی شان کا حوالہ دے کر اس پہ قیاس فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا اظہار فرمایا ہے یا نہیں۔

یہ ائمہ دین کی کتب کی عبارات گنگوہی دیوبندی کی بے رخی، لاعلمی یا متعصبانہ رویہ کا بین ثبوت ہیں۔

امام سیوطی کا تبصرہ!

قال سیدی الجلی فی رسالته المذکورة ایضًا ان امر البرزخ لایقاس علی عینه الا تری الملکی السؤال مع تناهی عظمهما فی اضیق اللحود من این یاتیان و من این یذهبان و کیف یسألان میتین او امواتا فی وقت احد منهم

علامہ امام اجل سیدی یہی فرماتے ہیں کہ برزخ کے معاملہ کو دوسری کسی چیز پہ قیاس نہیں کر سکتے۔ کیا نہیں دیکھتے کہ منکر نکیر اس کے باوجود کہ ان کے بڑے بڑے جسم ہیں وہ چھوٹی سی لحد میں کیسے آ سکتے ہیں اور کیسے آتے جاتے ہیں اور کیسے دو میتوں سے سوال کرتے ہیں یا کئی میتوں سے سوال کرتے ہیں حالانکہ ان

من هو فی اقصی المشرق
ومنهم من هو فی اقصی
المغرب وکیف تخرق
باصبعه فی اللحد طاقة
تنفذ الی الجنة وطاقة
الی النار مع ان الجنة
فوق السموات والنار
تحت البحر المالح فکان
الحاصل۔

ان اللہ تعالیٰ الرب الحکیم الحلیم
القادر العلی العظیم فی قدرته
ان یعطی سیدنا محمداً
صلی اللہ علیه وسلم الذی
اعطاه لملکی السوال وملک
الموت وفوق ذلک اذهم دونه
لانهم یسئلان عنه وکان
الجاحد ذلک بعد علمه
بهذا المفاد ضالا کما ضلّت
الفلاسفة حیث جعلوا
فی سدرة بعض المقبورین
زیبقًا ظانین انه متی

میتوں میں سے ایک میّت مشرق
میں اور دوسری میّت مغرب میں
ہے۔ ایک وقت میں، ایک آن میں
یک زبان ہو کر سوال کرتے ہیں اور
انگلی سے لحد سے ایک کھڑکی جنت
کی طرف کھول دیتے ہیں حالانکہ جنت
آسمانوں کے اوپر ہے اور دوزخ ساتوں
سمندروں کے نیچے ہے تو ہمیں یقین
حاصل ہوا۔

کہ ہمارا رب کریم رحیم حلیم قادر عظیم
ہے۔ اس کی قدرت میں ہے کہ وہ
ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو
وہ کمال عطا فرمائے جو اس نے حضرت
منکر نکیر اور حضرت ملک الموت کو عطا
فرمایا ہے بلکہ ان سے بڑھ کر کمال
عطا فرمایا کیونکہ وہ تو حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے خدام ہیں وہ تو حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سوال کرتے
ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
حاضر و موجود ہونے پر ان دلائل کے
بعد بھی منکر نہ ہوگا مگر بے دین گمراہ

اقعد للسوال فی القبر سوال
الزیبق ثم نبعثوا احد ذلک
علیه فوجدوا الزیبق لم
یسئل و قد تحرز ان شاء
اللہ تعالیٰ من هذه المقالات
والاجوبة والسوالات انه
صلی اللہ علیه وسلم بجسده
الشریف وروحه لا یخلو
منه زمان ولا مکان و
لا عصر ولا اوانٌ... الخ

جیسے کہ فلاسفہ بے دین گمراہ قبر کے
سوال جواب کا انکار کرتے ہیں اور
حجت یہ کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک
میّت کی ناف پر پارہ رکھ دیا کہ
جب میّت اٹھے گی، سوال جواب
اور عذاب ہوگا، پارہ پگھل جائے
گا۔ پھر کچھ دنوں بعد قبر کو اکھاڑ کر
دیکھا کہ پارہ اسی طرح میّت کی ناف
پر رکھا ہوا ہے۔ لہٰذا فلاسفہ نے کہہ دیا
کہ سوال جواب کچھ نہیں ہے۔ اگر سوال
جواب و عذاب ہوتا تو پارہ ضرور پگھل
جاتا۔ ثابت ہوا کہ سوال جواب نہیں
ہے۔ ان مقالات و سوالات و جوابات
سے یہ بخوبی واضح ہوگیا کہ حضور صلی
اللہ علیہ وسلم سے کوئی مکان، کوئی زمان
کوئی عصر کوئی اوان، خالی نہیں ہے۔

ارواحِ مومنین جہاں چاہیں آتی جاتی ہیں!!

انبیاء کرام علیہم السلام حج اور عمرہ کرتے ہیں!

تمام دنیا و مافیہا حضور کی رحمت کا ایک حصہ ہیں!

قال سیدی العلامه جلی

یہ مسئلہ اپنی جگہ ثابت ہوچکا ہے کہ

فی رسالة المبارکة و قد استقر الحال ان شاء الله تعالیٰ ان ارواح المؤمنین الماذونة لتسرح وتمرح فی الجنة والسموات وتاتی الی افنیه قبورها الزیارة اجسادها احیانًا وتدنو من السمآء الدنیا تجاه قبورها و ان المومن یعرف زائرہ والمسلم علیه ورَدّ علیه و ان تلک المعرفة تزدادو ان الاولیآء والاصفیآء ازید من علمة المؤمنین فی ذلک وان العلما العاملین وشهدآء والصحابة والآل والقرابة اقوی زیادة و تخصیصًا وان الانبیآء یسیرون فی الکون باشباحهم وارواحهم و یحجبون یعمرون کما کانوا احیآء وان النبی صلی

مومنین کی ارواح جنّت اور آسمانوں کی سیر فرماتی ہیں ۔ اپنی قبور پہ آتی جاتی ہیں ۔ آسمانِ دنیا کے قریب مقابل قبور کے ہوتی ہیں اور مومن اپنے زائر کو پہچانتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے اور پہچان میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے ۔ عامہ مومنین سے اولیآء اصفیآء کی پہچان زیادہ ہوتی ہے ۔ علماء ائمہ دین شہداء کرام، صحابہ کرام اہلِ بیت کی پہچان اولیآء سے زیادہ ہوتی ہے ۔ انبیآء کرام عالم کی مع اجسامِ مبارکہ کے سیر کرتے اور عمرہ کرتے ہیں جیسا کہ حیاتِ ظاہری میں اور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام عالمین علویہ سفلیہ بھرے ہوئے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم افضل المخلوق ، افضل العباد ہیں ۔

اور تمام دنیا و مافیہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بخشش دریائے رحمت کا ایک قطرہ ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے

صلی الله علیه وسلم ملاء العوالم العلویه والسفلیه لانه افضل عباد الله و عبادہ وان الکون کله بما هوای و ماعوی من مسطور انه بفضل ربه تعالیٰ ....الخ

مَلَائِکہ کرام کے درود پہنچانے کی حکمت!

قال سید العلامه الجلی لکن بقی هنا سوال موجد یجب الجواب عنه و هوانه و رد فی صحیح الاخبار ان الله تعالیٰ و کل ملک بقبر النبی صلی الله علیه وسلم یبلغه الصلوة والسلام من المصلی والمسلم علیه فلو کان حاضرًا فی کل مکان او موجودًا فی کل زمان او رفع من قبرہ لما احتاج الامر الی الملک فالجواب بفضله تعالیٰ

حضرت علامہ سیّدی جلی فرماتے ہیں کہ اس جگہ ایک سوال ہے جب تک اس کا جواب نہ ہو ہمارا مدعا حاصل نہیں ہوتا اور وہ یہ ہے کہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پہ مقرر فرمایا ہے جو کہ امت کے صلوٰۃ وسلام پہنچاتا ہے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر ناظر ہوتے تو فرشتہ کی کیا ضرورت تھی تو جب فرشتہ ہے تو ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر نہیں ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم کہتے ہیں کہ

انكَ قد علمت ايها السائل
من مفادنا هذا الكتاب
ان القبر الشريفة للمنور
الكائن بالمدينة المنورة على
صاحبه من الرحمٰن الرحيم
افضل الصلوٰة واشرف
التسليم ليس خليا عنه
صلى الله عليه وسلم بل هو
ممتلى به سورة الكون
العلوى والسفلى و له
زيادة تخصيص بحلوله
صلى الله عليه وسلم فيه
ودفنه و ذٰلكَ الشان
اذين من تلكَ الشؤن
كلها واقوى وصيبة
وحينئذٍ فلكل ملك قلعة
ومحل كرسى لمملكة و
ذالكَ المحل للنبى صلى
الله تعالىٰ عليه وسلم
مرطيبة الطيبة والروضة
المشرفة فاذا محل الخدمته

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر
موجود ہیں تو اپنی قبر شریف میں بھی
حاضر ہیں۔ کیونکہ قبر شریف بھی تو ایک
مکان ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر منور خالی
نہیں ہے بلکہ دوسرے مکانوں کی
طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں بھی
حاضر ہیں اور قبر شریف کو باقی دنیا سے
خصوصیت الگ ہے کیونکہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم وہاں تشریف فرما ہیں اور
وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہری
دنیا میں سے دفن شریف ہوا ہے۔
اس وجہ سے قبر شریف کی شان وعظمت
باقی دنیا سے زیادہ ہے اور قوی۔ کیونکہ
ہر بادشاہ کا ایک قلعہ پایۂ تخت ہوتا
ہے۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی قبر شریف حضور صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محل شریف پایۂ
تخت خلیفۂ اعظم ذاتِ ربی کا ہے اور
خادموں کی خدمت کا موقع محل شاہی
پایۂ تخت ہوتا ہے۔ لہٰذا اس وجہ

هو منا فالخدام والطواشية
يخدمون ظاهرًا و باطنة
و قد جعل الله تعالىٰ وظيفة
اداء خدمت التبليغ رذالكَ
الملكُ المسئول عنه على
سبيل الاحترام والتوقير
و الّا فالّذى يقول بان
البعد فى المسافة حجاب
بين صلاتنا و بين سماع
النبى صلى الله عليه و
آله وسلم لها يلزمه
ان القبر الشريف واشان
المعظم و بحر ذالك من
الاشياء المحسيه مانع
من اسماع له صلى الله
عليه و هذا لا يقوله احد
فعلم ان ملازمة الملكُ انما
هى الاداء وظيفة الخدمته
و لدوام اقامة الناموس
والحرمة و ايضًا ملازمة
الملائكة والخدام هنالكَ

سے روضہ منورہ کے خادم اور جھاڑو
دینے والے خدام ظاہری خدمت وہیں
بجالاتے ہیں اور ملائکہ کرام بھی خدمت
ظاہری باطنی وہیں بجالاتے ہیں اور
اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کی ملازمت
محل شاہی میں بطور اعزاز واحترام
شہنشاہِ انبیاء و دنیا و مافیہا کے دربار
معلی میں یہی مقرر کی ہے۔ اور فرشتے
کا درود پہنچانا اپنی غلامی کا حق
ادا کرنا ہے۔ خادم ہونے کی خدمت
بجالانا ہے اس کا درود پہنچانا اس
لئے نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
حاضر نہیں ہر مکان میں اور موجود نہیں
ہر مکان میں بلکہ خادم ہونے کی خدمت
کو ادا کرنے کے لئے ہے اپنا نام
خدام میں تحریر کراتے کے لئے ہیں
ورنہ جو معترض یہ کہتا ہے کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم دور سے صلوٰۃ وسلام
نہیں سنتے اور حاضر موجود نہیں ہیں
اس کو یہ بھی چاہئیے کہ یہ کہے کہ روضۂ
منورہ یہ بھی نہیں سنتے کیونکہ روضۂ

لئلا يتعطل محل العهد
بالجسم الشريف من
زيارة و من هذا القبيل
ان الملائكة تعرض اعمال
الامة على نبيّها صلى
الله عليه وسلم فى كل
يوم بكرة و عشيا ليس
ذلك لخفائها عليه بل
لاقامة اداء لخدمته ايضاً
و لاظهار العدل باقامة
الحجة بشهادة الملك
ايضا و الافكة بالنبى
صلى الله عليه وسلم۔
شاهداً وكفى بالله
شهيداً رقيباً الاترى

ان الله تعالى مع احاطه
علمه بالكليات الصادرة
عن عبادة والجزيات
نصب كراما كاتبين
و بررة سفرة حافظين
الى غير ذلك ...... الخ

منورہ پر کتنی عمارات حائل اور جالی
شریف اور زمین حائل ہیں کیونکہ قبر شریف
چوتھے حجرۂ مبارک میں ہے جب
نہ سننے کا سبب دوری ہے تو چار
مکانوں کی دیواریں بھی سبب ہوں
گی نہ سننے کا۔ اور اس کا امت میں
کوئی بھی قائل نہیں ہے کہ حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روضہ شریف
پہ درود شریف نہیں سنتے بلکہ سب
قائل ہیں سننے کے تو جب حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو چار مکانوں کی دیواریں
سننے سے منع نہیں کرتیں۔

تو بُعدِ مسافت (دوری) بھی
حضور کو صلاۃ وسلام سننے سے منع
نہیں کرتی تو ثابت ہوا کہ فرشتے کا

درود پہنچانا صرف شاہی اعزاز
کے لیے ہے۔ اور اپنی خدمت کا حق
ادا کرنے کے لئے ہے اور ملازمتِ
شاہی ملائکہ کرام کی وہاں کرنا اور خدام
کا خدمت کرنا اسی لئے ہے تاکہ دنیا کو
حضور کے پایۂ تخت محل شاہی کی یاد رہے

اور یاد کر کے اپنے شہنشاہِ اعظم صلی اللہ
علیہ وسلم کے محل شاہی کی زیارت مبارکہ
کریں اور حاضری دیں اور اسی طرح
ملائکہ کا صبح و شام حضورؐ کے دربار میں
امت کے اعمال پیش کرنا ہے وہ اس لیے
نہیں ہے کہ حضورؐ کو اعمالِ امت کا علم
نہیں یا اعمالِ امت کو دیکھتے نہیں بلکہ
وہ صرف شہنشاہی اعزاز کے لیے ہے
اور خدام کا خدمت کا حق ادا کرنے کے
لیے ہے اور ملائکہ کی ساری خدمت صرف
حضورؐ کے شاہی اعزاز کے لیے ہے۔
حضورؐ ہر جگہ حاضر ہیں سب کچھ دیکھتے
ہیں سنتے ہیں۔ ملائکہ کی کوئی احتیاج نہیں۔
اے معترض اللہ تعالیٰ تمام جزئی کلی علم
کے باوجود کراماً کاتبین اور دن رات
کے آنے جانے کے لیے مقرر فرمائے
ہیں کیا وجہ یہاں بھی کہدے گا کہ وہ فرشتے
کراماً کاتبین اس لئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ
کچھ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے حالانکہ وہ
کراماً کاتبین وغیرہ صرف دربار خداوندی
کے اعزازِ شاہی کے لئے ہے۔

قرآن کریم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و موجود ہونے کی دلیل

قال سیدی العلامه الجلی ان النبی صلی الله علیه وسلم حاضرًا البته ان الله تعالیٰ ارسل شاهدًا علی اعمال العباد خیرها وشرها فقال تعالیٰ یایها النبی انا ارسلناک شاهدا و مبشرًا ..... الخ

والشاهد لابد ان یکون حاضرًا للمشهود علیه و ناظرًا للمشهود الیه فعلم انه کل عالم و حاضرًا فی کل مکانٍ ...... الخ

علامہ جلبی فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً بلاشبہ ہر جگہ حاضر ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مخلوق کے اعمالِ نیک و بد کا شاہد مقرر فرمایا ہے۔ فرمایا: اے نبی پاک ہم نے آپ کو شاہد بنا کر بھیجا ہے اور شاہد کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے مشہود علیہ کے پاس حاضر ہو اور مشہود الیہ کا ناظر ہو ورنہ شاہد شاہد نہیں تو اس آیتِ کریمہ سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم شریف سے کوئی مکان خالی نہیں اور کوئی زمان خالی نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر مکان و ہر زمان میں بجسمہ الشریف موجود ہیں

قیامت کو امت کے شاہد ہونے کا جواب

قال سیدی العلامه الجلی فان قیل قد

حضرت سیدی علامہ جلی فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہادت

قال الله تعالیٰ فکیف اذا جئنا من کل امة بشهید و قال تعالیٰ وکذٰلک جعلناکم امة وسطًا لتکونوا شهدآء علی الناس..... الخ

فقد سوی بین النبی صلی الله علیه وسلم و بین الامة فی المعنی الشهادة وسوی بینه و بین الانبیآء فی ذلک المعنی ایضًا

دیں گے امت بھی شہادت دے گی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور امت میں کیا فرق رہا معاملہ برابر ہو گیا۔ انبیآء کرام علیہم السلام بھی شہادت دیں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں اور دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام میں کیا فرق رہا۔ اس سے تو ہر ایک کا ہر جگہ حاضر موجود ہونا لازم آتا ہے۔؟

فالجواب:

بفضله تعالیٰ انه لا تسویة لانه والایة الاولیٰ قال وجئنابك هٰؤلآءِ شهیدا وقال ف الآیة الثانیه ویکون الرسول علیکم شهیدًا و ورد ان هذا الامة تشهد علی جمیع الامم و تشهد

اس کا جواب یہ ہے:

بفضلہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت میں کوئی شریک نہیں ہے نہ کوئی امتی نہ کوئی نبی نہ کوئی شہید پس برابری نہ رہی۔ سوال سرے سے رد ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وجئنابک علیٰ هٰؤلآء شهیدا اور ارشاد ربی ہے: و یکون الرسول علیکم شهیدًا

بالتبليغ و نبيها يزكيها
فلا مساواة باولا احد
فى درجته و اما شهادة
الانبيآء فلا اشكال فيها
لانهم شاهدون و
حاضرون حسًا ومعنًا
والا شهادة هذاه الامة
فانما هى من باب الشهادة
على الشاهد لان الامة
انما تلقت ذلك من
القرآن العظيم الصادق
الوارد على لسان النبى
المصدوق فتبين بهذا
و بانه كان كل رسول
اذا مات انتهت شرلعته
و ارسل رسول غيره و
لم يكن نبيًا كذالك بل
شرليعته مقرة و دعوته
قائمته باقيه الى يوم
القيامة و معها و بعدها
اذ لا نبى بعده ان شهادته

اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ یہ
امتِ محمدیہ تمام امم پر گواہی دیگی۔
اور ان کے انبیآء کرام پر تبلیغ کرنے
کی گواہی دے گی اور نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم اپنی امت کی تصدیق فرمائیں
گے کہ میری امت سچ کہتی ہے تو حضور
صلی اللہ علیہ وسلم امت کے مزکی و
مصدق ہوئے مساوات نہ رہی۔ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ میں کوئی
دوسرا شریک نہ ہوا لیکن انبیاء کرام
علیہم السلام کی گواہی دنیا اپنی اپنی
امتوں پر اس میں کوئی اخفا نہیں۔
کیونکہ انبیاء کرام اپنے اپنے زمانہ میں
اپنی اپنی امت کے پاس حاضر موجود
رہے ہیں سب کچھ معائنہ کیا ہے۔
حسًا و معنیً۔ لیکن امتِ محمدیہ کی
شہادت بذاتِ خود مستقل نہیں ہے
بلکہ یہ شہادت ، شہادت علی الشاہد
کے قبیل سے ہے کیونکہ امتِ محمدیہ کی
شہادت صرف اتنی ہے کہ قرآن
کریم پڑھ کر امم سابقہ کے احوال

صلى الله عليه وسلم مقرة
بموجب حضورة فى جميع
العوالم وامتلا الكون و
المكان و الزمان به فكان
شانه فى هذا المعنى كما
اشرفا كبدر فى سمآء
علو الفضل ونحن تحته
سائرون فى ضوء نوره
حتى رفعنا رؤسنا اليه
و نحن فى شدة العدو او
المشى و التانى ارجلنا
او نمنا او استيقطنا نراه
معنا فوق رؤسنا ولو
مشينا الى اقصى المشرق
ومشى آخرون الى اقصى
المغرب وادب آخرون
السفن فى لجج البحار
و معه آخرون الجيل
وسلك آخرون القفار
كل رابينهم محمد صلى
الله عليه وسلم حاضرًا

معلوم کر کے شہادت دے دی۔
لیکن یہ قرآن کریم تو حضور صلی اللہ
علیہ وسلم پر نازل و وارد ہوا ہے۔
تو قرآن کریم پر امت نے ایمان کر
شہادت دی تو یہ شہادت حقیقت میں
حضورؐ جو شاہد علی الاطلاق ہیں ان
پر ہوئی کہ جو کچھ حضور نے فرمایا ہے
وہ حق ہے یہ الشہادت علی الشاہد
کے قبیلے سے معاملہ ہوگیا لھذا امت
کی بذاتِ خود مستقل شہادت نہ ہوئی۔
تو اس سے ظاہر ہوگیا کہ ہر نبی و رسول
جب دنیا سے پردہ فرماتے رہے تو
ان کی جگہ دوسرے انبیاء کو مبعوث
فرمایا جاتا رہا۔ ان دونوں باتوں
سے یہ بات خوب واضح ہوگئی کہ
ہمارے نبی کریم کی شہادت نہ امت
کی طرح ہے نہ دیگر انبیاء کرام کی
طرح ہے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی نبوت و رسالت قیامت تک دائم و
قائم ہے اور باقی ہے۔ سرکارِ اعظم صلی
اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرا کوئی نبی

معهم لحضور البدر
مع هؤلاء كلهم۔
..... الخ

نہیں بلکہ دوسری نبوت کا امکان تک
نہیں تو جب نبوت دائم و قائم ہے
تو شہادت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی دائم و قائم باقی ہے۔ شہادت نبوت
اس لیے دائمی ہے کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم ہر جگہ ہر زمانہ میں حاضر موجود
ہیں کیونکہ صفت کا دوام بغیر دوام
موصوف محال ہے جب حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کی صفت شہادت نبوت
رسالت ہر جگہ ہر مکان ہر زمانے
میں موجود ہے تو ثابت ہوا کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم بفضلہ تعالیٰ ہر مکان
ہر زمان میں حاضر و موجود ہیں۔
اس کی عالم دنیا میں مثال بطور تفہیم
چاند ہے اللہ تعالیٰ نے چاند کو ایسا
مکان عطا فرمایا ہے کہ ہم اس کے
نیچے اس کی روشنی میں سیر کرتے ہیں
جب ہم سر اٹھائیں چاند کی طرف اگرچہ
ہم تیز رفتار دوڑتے جائیں یا تیزی سے
کچھ کم یا بالکل سست یا بیٹھیں یا سوئیں
یا جاگیں۔ ہم ان تمام معاملات میں چاند

کو اپنے ساتھ ہی دیکھتے ہیں اگرچہ ہم
مشرق میں چلے جائیں دوسرے لوگ
مغرب میں چلے جائیں کچھ لوگ سمندروں
میں کشتیوں میں سوار ہو جائیں کچھ لوگ
پہاڑوں پر چڑھ جائیں کچھ لوگ جنگلوں
میں چلے جائیں۔ ان سب کے ساتھ چاند
ہر جگہ ہر مکان ہر زمان بحر و بر جبل و سہل
فوق و تحت میں ہر کے ساتھ حاضر و
موجود ہے۔ اسی طرح ہمارے نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہر مکان ہر زمانے
ہر آن ہر لحظہ ہر مقام ہر ایک کے ساتھ
حاضر موجود ہیں۔

یہ دلائل عقلیہ نقلیہ اب تک فقیر نے حضرت علامہ شیخ المحدثین امام اجل امام نور الدین الحلبی کے رسالہ جلیلہ تعریف اھل الایمان والاسلام بان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم لا یخلو منه مکان ولا زمان سے نقل کئے ہیں۔

●

قاضی ابوبکر ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

قال السیدی الامام الاجل الامام السیوطی اکثر ما تقع رؤیتہ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی الیقظۃ بالقلب ثم تترقّٰی اِلیٰ ان یری بالبصر هذا قال القاضی ابوبکر ابن العربی هل الرؤیۃ لذات المصطفےٰ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بجسمہ و روحہ او لمثالہ و بالثانی صرح الامام حجۃ الامام الغزالی ۔

حضرت سیدی علامہ السیوطی فرماتے ہیں اکثر اوقات نبی کریم کی زیارت شریفہ بیداری میں دل سے ہوتی ہے پھر ترقّی کرتے آنکھ سے بھی زیارت شریفہ بیداری میں ہوتی ہے۔ کہا پھر زیارت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم نورانی اصلی کی ہوتی ہے یا کہ مثال شریف کی۔ دوسرے مذہب مثالی کے قائل امام غزالیؒ ہیں ۔

انبیاء کرام زمین و آسمان میں تصرّف فرماتے ہیں

ثم لا یمتنع رؤیۃ ذاتہ الشریفۃ بجسدہ الشریف و روحہ الزکیۃ و ذلک لانہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وسائر الانبیآء احیاء ردت الیھم

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصلی جسم شریف کی زیارت ممتنع نہیں ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی انبیآء علیہم السلام مع اجسام اصلیہ کے حیات ہیں اور تمام عالم ملکوتی علوی سفلی ارضی سماوی

ایک اہم سوال !

جو غلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھتے ہیں کیا وہ حضور سیّدنا شہنشاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی مثال مبارک کو دیکھتے ہیں یا جسم اصلی حقیقی نورانی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھتے ہیں۔ اس کے متعلق اکابرین امت کے ارشادات پیشِ خدمت ہیں :

ارواحهم بعدما قبضوا و اذن لهم بالخروج من قبورهم والتصرف فی الملکوت العلوی السفلی وقد الف البیهقی جزءً فی حیاۃ الانبیآء ـ

ہیں باذنہ تعالیٰ تصرف کرتے ہیں اور سیریں کرتے ہیں جیسا کہ اس بارے میں امام بیہقیؒ نے اپنے مستقل رسالہ حیاۃ الانبیاء میں فرمایا ۔

علامہ ابو منصور بغدادی کا عقیدہ

وقال الاستاذ ابو منصور عبد القاهر بن طاهر البغدادی المتکلمون المحققون من اصحابنا ان نبینا صلی الله علیه وسلم حتی بعد وفاته وانه یبشر بطاعات امته ویحزن بمعاصی العصاة منهم وان الانبیآء لایبلون ولا تاکل الارض منهم شیئاً وقد مات موسٰی علیه وسلم انه راه فی قبره مصلیاً وفی حدیث المعراج انه راه فی السمآء الرابعه و رای آدم و ابراهیم واذ

حضرت علامہ ابو منصور بغدادی نے فرمایا ہے کہ تمام علماءِ متکلمین محققین اہل سنّت کا مذہب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بجسمہٖ حیات ہیں بعد پردہ شریف کے امّت کی فرمانبرداری سے خوش ہوتے ہیں اور گناہ گاروں کے گناہ سے غم کا اظہار فرماتے ہیں اور اجسادِ منورہ انبیآء کرام علیہم السلام کا کھانا زمین کے لئے حرام کر دیا گیا ہے ۔ سرکار موسٰی علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سینکڑوں سال پردہ فرما گئے ہیں لیکن ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے موسٰی علیہ السلام کو قبر میں کھڑے

اضح لنا هذا الاصل قلنا نبینا صلی الله علیه وسلم قد صاد حیاً بعد وفاته وهو علی نبوته

نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور شب معراج متعدد انبیاء کرام علیہم السلام کو سرکار اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانوں پر ملاحظہ فرمایا ہے ۔ جب یہ معاملات دیگر انبیآء کرام کے صحیح ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بجسمہٖ حیات ہیں بعد پردہ شریف کے مع نبوت و رسالت کے ۔

علاّمہ قرطبیؒ کا عقیدہ موت کا معنی عوام مومنین کے بارے میں

وقال القرطبی فی التذکرة نقلا عن شیخه الموت لیس بعدم محض وانما هو انتقال من حال الیٰ حال ویدل علی ان الشهدآء بعد قتلهم وموتهم احیاء یرزقون فرحین مستبشرین وهذا صفة الاحیاء فی الدنیا واذا کان هذا فی الشهدآء فالانبیآء احق بذلك واولیٰ ـ

حضرت علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں موت کے معنی محض معدوم ہونا نہیں ہے وہ تو منتقل ہونا ہے ایک حال سے دوسرے حال کی طرف ۔ اور اس معنی پر دلالت کرتا ہے شہدآء کرام کا حال شریف کیونکہ وہ دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد رزق کھاتے ہیں ۔ خوش خبریاں دیتے ہیں ۔ یہ صفات دنیا میں حیاتی کے ہیں جو شہدآء کے بعد انتقال کے ہیں ۔ جب یہ شہدآء کی شان ہے تو انبیآء کرام علیہم السلام کی شان اس سے اعلیٰ و افضل ہے ۔

انبیاء کرام علیہم السلام کے حق میں موت کیسی ہے؟

وصح ان الارض لا تاکل اجساد الانبیآء وانه صلی اللہ علیه وآله وسلم اجتمع بالانبیآء لیلة الاسرآء فی بیت المقدس وفی السماء ورأی الموسی قائما یصلی فی قبره اخبر صلی اللہ علیه وسلم انه یرد السلام علی کل من یسلم علیه الی غیره ذالك مما یحصل من جملة القطع بان موت الانبیآء انما هو راجع الی ان غیبوا عنا بحیث لا ندرکم و ان کانوا موجودین احیآء و ذالك کالحال فی الملائکة فانهم موجودون احیآءً ولا یراهم احدًا من نوعنا الا من خصه اللہ تعالی بکرامته ۔ انتهی الکلام

اور یہ صحیح ہے کہ زمین اجسادِ انبیآء کو نہیں کھاتی اور حضور نے شب معراج میں بیت المقدس میں آسمانوں میں انبیآء کرام علیہم السلام کو ملاحظہ فرمایا۔ اور سرکار اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر فرمائی ہے کہ جو شخص سلام عرض کرتا ہے میں اس کا جواب دیتا ہوں۔ ان تمام دلائل سے یہ قطعی طور پہ یقین حاصل ہوا کہ انبیاء کرام کے انتقال کا معنی یہ ہے کہ وہ ہم سے (دنیا سے) غائب ہو جاتے ہیں۔ اس طور پہ ہم ان کو نہیں دیکھ سکتے وہ موجود ہیں حیات ہیں جیسا کہ ملائکہ کرام موجود حیات ہیں۔ لیکن ان کا دیکھنا ہر ایک کا کام نہیں مگر کامل کا کام ہے جس پہ خاص فضلِ الٰہی ہوتا ہے۔

انبیآءِ کرام علیہم السلام مع اجسامِ مبارکہ اصلیہ حیات ہیں

قال سیدی العلامه السیوطی قال صلی اللہ علیه وسلم مررت علی موسی وهو قائم یصلی فی قبره وهذا صریح فی اثبات الحیٰوة لموسٰی علیه السلام فانه وصفه بالصلاة وانه کان قائمًا ومثل هذا لا یوصف به ارواح وانما وصف به الجسد وفی تخصیصه بالقبر دلیل هذا فانه لو کان من اوصاف الروح لم یحتج لتخصیصه بالقبر فان احدًا لم یقل ان ارواح انبیآء مسجونه فی القبر مع الاجساد وارواح الشهداء والمومنین فی الجنة۔

حضرت علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ پہ گذرا تو دیکھا کہ وہ کھڑے اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں اور یہ صریح نقل ہے سرکار موسیٰ علیہ السلام کی حیاتی کے لئے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی صفت بیان فرمائی۔ نماز پڑھنا کھڑے ہو کر یہ صفات روح کی نہیں ہیں بلکہ یہ صفات جسم کی ہیں اور پھر تخصیص فرمانا قبر میں کھڑے ہو کر اس میں دلیل بھی اسی پر ہے کیونکہ کھڑا ہونا اگر صفت روح کی ہوتی تو قبر کی تخصیص کی ضرورت نہ پڑتی کیونکہ کوئی بھی اس بات کا قائل نہیں ہے کہ انبیآء کرام کے ارواح مبارکہ قبروں میں مع جسموں کے قید ہیں اور ارواح شہدآء یا مومنین کے جنت میں ہیں۔

ارواحِ مبارکہ تو انبیآء کرام شہداء عظام کے آزاد ہیں جہاں چاہیں آئیں جائیں

تو پھر قبر میں نماز حالتِ قیام میں تخصیص کرنا دلیل اوّل ہے کہ انبیاء کرام بجسمہٖ الاصلی حیات ہیں۔

قاضی عیاض مالکی کا عقیدہ

انبیاءِ کرام کا حج کا سفر

ھذا لفظ القاضی عیاض رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ

قال العلامہ السیوطی و فی حدیث ابن عباس سرنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین مکۃ و المدینۃ فمررنا بواد فقال اَیّ واد ھذا فقالوا وادی الازرق فقال صلی اللہ علیہ وسلم کانی انظر الیٰ موسیٰ واضعًا اصبعیہ فی اذنیہ لہ جؤار اِلیَ اللہ بالتلبیۃ مارًا بھذا الوادی ثم سرنا حتی اتینا علی ثنیۃ قال کانی انظر الی یونس علی ناقۃ حمرآء علیہ جبۃ صوف

حضرت علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ سرکار عبداللّٰہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے ہمراہ مکہ مکرمہ کو جارہے تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کونسی وادی آگئی ہے۔؟ صحابہ کرام رضوان اللّٰہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یارسول اللّٰہ! یہ وادیٔ ارزق ہے۔ سرکار اعظم صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گویا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملاحظہ کر رہا ہوں۔ کہ اپنی دونوں انگلیاں اپنے دونوں کانوں میں رکھے ہوئے اللّٰہ تعالےٰ کے دربار کی حاضری کے لئے تلبیہ

مارًا بھذا الوادی ملبیًا سئل ھنا کیف ذکر حجھم و تلبیتھم وھم اموات وھم فی الاخریٰ لیست دار عمل رجیب بان الشھدآء احیآء عند ربھم یرزقون فلا یبعد ان یحجوا و لیصلوا و لیتقربوا بما استطاعوا۔ ..... الخ

پڑھتے ہوئے اس وادی سے گزر رہے ہیں پھر ہم چلتے چلتے موضع ثنیہ پر پہنچے تو حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا گویا کہ یونس علیہ السلام کو ملاحظہ کر رہا ہوں کہ وہ سرخ رنگ کی اونٹنی پر صوف کا جُبّہ پہنے تلبیہ پڑھتے ہوئے جارہے ہیں۔ یہاں سوال کیا گیا ہے کہ حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے انبیآء کرام کا حج ذکر فرمایا ہے۔ ان کا تلبیہ ذکر فرمایا حالانکہ وہ دار دنیا سے پردہ فرما گئے ہیں اور دارِ آخرت میں ہیں اور دارِ آخرت دار عمل نہیں۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ شہداء کرام دنیا سے پردہ کرنے کے بعد حیات ہیں رزق کھاتے ہیں تو پھر یہ کونسی بعید بات ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام حج کریں نمازیں پڑھیں اور عبادت کریں۔

تلبیہ پڑھنا، کانوں میں انگلیاں رکھنا، اونٹنی پہ سواری فرمانا، صوف کا جُبّہ زیب تن کرنا۔ یہ تمام صفات اجسام کے ہیں تو ثابت ہوا کہ انبیآء کرام مع اجساد اصلیہ کے خانہ کعبہ کا حج کرتے ہیں۔

علّامہ سیوطیؒ کا آخری فیصلہ اور عقیدہ

قال سیدی السیوطی فحصل من مجموع هذا النقول و الاحادیث ان النبی صلی الله علیه وسلم حیّ بجسده الشریف و روحه الزکیة و انه یتصرف ویسیر حیث یشآء فی اقطار الارض و فی الملکوت و هو بهیئة التی کان علیها قبل وفاته لم یتبدل منه شیء و انه مغیب عن الابصار کما غیبت الملائکة مع کونهم احیآء باجسادهم فاذا اراد الله رفع الحجاب عمن اراد اکرامه برویته راه علی هیئته التی هو علیها لامانع ذالك ولا داعی الی التخصیص برؤیة المثال......الخ

حضرت علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ ان تمام نقول و احادیث شریفہ سے مسئلہ ثابت ہوا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مع جسم اصلی کے حیات ہیں اور دنیا میں تصرف فرماتے ہیں، سیر کرتے ہیں زمینوں کی آسمانوں کی جہاں چاہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی شکل مبارک پہ ہیں جس پہ پیدہ شریف سے پہلے تھے ان کے جسم اطہر سے کوئی چیز نہیں بدلی۔ اور ہماری آنکھوں سے حجاب میں ہیں جیسے ملائکہ ہماری آنکھوں سے حجاب میں ہیں مع اس بات کے کہ ملائکہ کرام موجود و حیات ہیں۔ اسی طرح سرکار اعظم حضور صلی اللہ علیہ وسلم موجود و حیات ہیں پس جب اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے کسی پہ فضل کا اس کا حجاب اٹھا دیتا ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اصل شکل نورانی پہ دیکھتا ہے اس سے شرع شریف میں منع پہ کوئی دلیل نہیں اور کوئی سبب نہیں کہ کہا جاوے

اور تخصیص کی جاوے کہ اصلی جسم شریف نہیں دیکھا بلکہ مثال دیکھی ہے۔

علّامہ نورالدین حلبی کا آخری فیصلہ اور عقیدہ!

قال العلامة الحلبی فی رسالة تعریف اهل الاسلام و الایمان بالجملة والتفصیل فهو صلی الله علیه وسلم موجودًا بین اظهرنا حسًا ومعنًا وجسمًا و روحًا وسرًّا و برهانا۔

حضرت علامہ حلبی فرماتے ہیں کہ حاصل کلام یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں ہر وقت حاضر و موجود و ناظر ہیں مع اپنے جسم اصلی کے۔

کیا بیداری میں زیارت کرنے والا صحابی ہو جائے گا

فان قال قائل یلزم علی هذا ان تثبت الصحبة لمن راه صلی الله علیه وسلم والجواب ان شرط الصحبة ان یراه وهو فی عالم الملك وهذا الرویته وهو فی عالم الملکوت وهذه الرویة لا تثبت صحبة و یرید

(حضرت امام السیوطیؒ فرماتے ہیں) اگر کوئی معترض بھی اعتراض کرے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر اور موجود ہیں بیداری میں ان کی زیارت ہوتی ہے ان عقائد کی بنا پہ اعتراض آتا ہے کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھ لے صحابی بن جائے گا اس کا جواب فرماتے ہیں صحابی

ذالك ان الاحاديث
وردت بان جميع امته
عرضوا عليه فراهم
و رآه ولم تثبت الصحبة
...... الخ

ہونے کی شرط یہ ہے کہ آدمی حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے کہ سرکار صلی
اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم عالم دنیا
میں جلوہ گر ہوں اور یہ روایت جواب
ہے بطور کرامت یہ دیکھنا اس طرح
ہے کہ دیکھنے والا عالم دنیا میں ہے اور
حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم ملکوت یعنی
عالم برزخ میں ہیں تو اس رؤیت سے
درجہ صحابہ کا نہیں ملتا اس جواب
کی تائید وہ حدیثیں کرتی ہیں جن میں
آیا ہے کہ تمام امت حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کے پیش کی گئیں۔ حضورؐ نے تمام امت
کو دیکھا۔ تمام امت نے حضورؐ کو دیکھا
تو دیکھنا تو یہاں بھی پایا گیا ہے تو کیا
ساری امت صحابی کا درجہ لے گئیں؟
ہرگز نہیں۔ کیونکہ امت کا دیکھنا حضورؐ
کو عالم دنیا میں نہیں بلکہ عالم ملکوت
میں ہے۔ عالم ملکوت میں حضورؐ کو دیکھنے
سے صحابی نہیں بنتا ہے۔

امام ابن القیم حنبلیؒ کا عقیدہ

حاضر وناظر کا فیصلہ

قال ابن القيم فی کتابه
المسمّٰی کتاب الروح و
ان لها شأن غير شأن
البدن و انها مع کونها
فی الجنة فهی فی السماء
و تتصل لفناء القبر و
بالبدن فيه وهی اسرع
شئ حرکة و انتقالاً
و صعوداً و هبوطاً فلهذه
الانفس اربع دور وکل
دار اعظم من التی قبلها
الدار الاولیٰ فی بطن الامّ
و الدار الثانية هی دار
اتی نشئت فيها والدار
الثالثة دار البرزخ وهی
اوسع من هذه الدار
و اعظم بل نسبتها اليه

حافظ ابن القیم حنبلیؒ کتاب الروح
میں فرماتے ہیں کہ روح کی شان
بدن کی شان سے الگ ہے۔ روح
باوجودیکہ وہ جنت میں ہوتی ہے
آسمان میں بھی ہوتی ہے قبر کے کنارے
پر بھی ہوتی اور بدن میں قبر میں بھی
ہوتی ہے۔ رُوح بڑی ہی تیز رفتار
ہوتی ہے از روئے حرکت اور انتقال
اور چڑھنے اور اترنے کے روح
کے لئے چار جہان ہیں۔ ہر جہان
پچھلا پہلے سے بڑا ہے۔
۱ پہلا جہان ماں کا پیٹ ہے
جو کہ بڑا ہی تنگ ہے۔
۲ دوسرا جہان دار دنیا ہے جس
میں نشو ونما ہوتا ہے۔
۳ تیسرا جہان برزخ ہے۔ اور
یہ جہان برزخ دنیا سے بہت ہی

كنبة هذه الدار الى اولى والدار الرابعة دار القرار وهى الجنة والنار فلا دار بعدها ..... الخ

بڑا اور کھلا ہے بلکہ اس قدر کھلا ہے کہ جہان دنیا جہانِ برزخ کے سامنے ماں کے رحم کی طرح ہے جہان دنیا جہانِ رحم سے کتنا کھلا اور بڑا ہے۔ جہانِ رحم جہان دنیا کے سامنے بڑی ہی تنگ جگہ ہے۔ اسی طرح جہان دنیا جہاں برزخ کے سامنے جہان رحم کی طرح ہے۔ تو اس نسبت سے ذرا منکرین شانِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر و موجود ہونے کا اندازہ لگائیں کہ عامۃ المومنین کے سامنے برزخ بن جانے کے بعد دنیا ماں کے پیٹ کی طرح ہو جاتی ہے۔ چھوٹی سی تنگ جگہ معلوم ہوتی ہے تو یہ دنیا ہمارے آقا و مولا و مولائے کل صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عالم برزخ میں تشریف لیجانے کے بعد کیا نسبت رکھتی ہوگی تو اس تقریر حافظ ابن قیم سے حاضر و ناظر میں شک نہ کرے گا مگر ملحد گمراہ بے دین جاہل اجہل منافق قدرتِ قادرِ مطلق سے ناواقف

چوتھا دار وہ دارِ جنت ہے اور دارِ دوزخ۔ ان کے بعد کوئی بھی دوسرا دار نہیں ہے۔

اور اگر اس سے زیادہ وضاحت چاہتے ہیں تو کتاب الروح کا مطالعہ کریں۔ اور پتہ لگائیں منکرین شانِ حاضر و ناظر کہ حافظ ابن قیم نے سارا مذہب اہلسنت والجماعت ہی بیان کیا ہے۔ دیوبندی وہابی کو چاہیئے کہ اہل سنت والجماعت پہ شرک کا فتوے دینے سے پہلے حافظ ابن قیم پر شرک کا فتوی دیا کریں جس نے کتاب الروح لکھ کر وہابیہ نجدیہ دیوبندیہ کی قیامت تک ناک کاٹ ڈالی ہے۔

حضرت امام شعرانی شافعی کا عقیدہ

ہر نمازی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر دیکھ کر سلام عرض کرے!!

قال سيدى الامام الشعرانى سمعت سيدى على الخواص رحمه الله تعالى يقول انما مر الشارع المصلى بالصلاة والسلام على رسول الله عليه وسلم فى التشهد لينته الغافلين فى جلسهم بين يدى الله عز وجل على شهود فيهم

امام شعرانیؒ میزان الکبریٰ شریف میں فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ طریقت حضرت علی خواصؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ شارع علیہ السلام نے نمازی کو حالت تشہد میں صلوٰۃ و سلام کا کیوں حکم دیا ہے؟ یہ حکم اس لیے دیا ہے کہ غافلین کو تنبیہ کی جائے جو کہ دربارِ الٰہی میں حاضری دے رہے ہیں وہ اس حاضری میں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

فی تلک الحضرۃ فانه لا یفارق حضرۃ اللہ تعالیٰ ابدًا فیخاطبونه بالسلام مشافهه ـ ـ ـ ـ الخ

کو بھی دربارِ الٰہی میں حاضر و موجود دیکھیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دربارِ الٰہی سے کسی وقت بھی جدا نہیں ہوتے پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و موجود سمجھ کر دیکھ کر آمنے سامنے سلام عرض کریں ۔

امام غزالیؒ کا عقیدہ

حضرت امام الائمہ حجۃ الاسلام امام غزالی کا فتویٰ ذرا ملاحظہ فرمائیے ۔ آپ احیاء العلوم شریف میں فرماتے ہیں :

اما التشهد فاذا جلست لهٗ فاجلس متادبًا و احضر فی قلبک النبی صلی اللہ علیه وسلم و شخصه الکریم و قل السلام علیک ایها النبی و رحمۃ اللہ و برکاته ...... الخ ۔

اے نمازی جب تشہد میں بیٹھے بڑے ہی ادب سے بیٹھ اور دل میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم شریف کو حاضر و موجود دیکھ کر عرض کر ۔ السلام علیک ایها النبی و رحمۃ اللہ و برکاتهٗ

اسماعیل دہلوی کا عقیدہ ائمہ دین اہل سنت کے کس قدر خلاف ہے ۔

تابعین ائمہ کا عقیدہ

حضرت عمرو بن دینار مکی تابعی کا عقیدہ!

حضرت سیدی شیخ المحدثین قاضی عیاض مالکی "شفا شریف" میں فرماتے ہیں :

قال عمرو بن دینار فی قوله تعالیٰ فاذا دخلتم بیوتًا فسلموا علی انفسکم قال ای ابن دینار ان لم یکن فی البیت احد فقل السلام علی النبی صلی اللہ علیه وسلم و رحمۃ اللہ و برکاته .... الخ

حضرت امام الائمہ صحاح ستہ والے اماموں کے استاد اعلیٰ حضرت عمرو بن دینار مکی تابعی جو کہ حضرت عبد اللہ بن عباس حضرت عبد اللہ بن عمر کے شاگردوں میں سے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے قول فاذا دخلتم بیوتا فسلموا علی انفسکم کی تفسیر فرماتے ہیں کہ جب تم گھروں میں جاؤ ، اپنے نفسوں پر سلام عرض کرو ۔ فرماتے ہیں ان لم یکن فی البیت احد اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کرو ۔

ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مکان میں حاضر و موجود ہیں ۔ اگر حاضر و موجود نہیں تو سلام کا مطلب ہی کیا ہے اور یہ تعبیر حضرت ابن دینار کی حضرات صحابہ کرام

رضوان اللہ علیہم اجمعین سے سنی ہوئی ہے ۔ صحابہ کرامؓ نے نبی کریم سے سنی ہوگی ۔
یہ متفقہ مانا ہوا قاعدہ ہے کہ ائمہ تابعین یا صحابہ کرام جو ایسی بات فرمائیں جس میں
عقل کو دخل نہ ہو وہ بات ضرور انہوں نے اگر تابعی ہے تو صحابی سے سنی ہوگی ، اگر
صحابی ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوگی ۔ وہ ان کی حدیث شریف حدیث
مرفوع کے حکم میں ہوتی ہے ۔ تو اصل تابعی کا قرآن کی تفسیر کرنا اور پھر فرمانا کہ اگر
گھر میں کوئی نہ ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کرو ۔ یہ تفسیر انہوں نے اپنے
استاد صحابہ کرام سے سنی ۔

مُلّا علی قاری حنفی کا عقیدہ

حضرت ابنِ دینار کے ارشاد ان لم یکن فی بیت احدٌ فقل السلام
علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شرح میں حضرت ملا علی قاری حنفی فرماتے
ہیں کہ گھروں میں جاکر حاضر ہوتے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیوں عرض
کیا جاتا ہے ۔ اس کی دلیل ملا علی قاری یوں فرماتے ہیں : ای لان روحہ علیہ
السلام حاضرًا فی بیوت اھل الاسلام ۔ یعنی اس لیے کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم ہر مسلمان کے ہر ہر مکان ہر ہر گھر میں موجود ہیں ۔

حضرت شیخ عبد الحق محدّث دہلوی حنفی قادری کا عقیدہ !

حضرت شیخ المحدثین شیخ الشیوخ علماء ہند برکت المصطفیٰ فی دیار الھند حضرت
شیخ عبد الحق محقق محدث دہلوی "مدارج النبوۃ" کے تکملہ میں فرماتے ہیں

بدانکہ وے صلی اللہ علیہ وسلم می بیند	اے مسلمان یقین سے جان کہ حضور
و می شنود کلام ترا زیرا آنکہ وے صلی	صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھ رہے ہیں،

اللہ علیہ وسلم متصف است بصفات	میرے کلام کو سن رہے ہیں کیونکہ حضور
اللہ تعالیٰ و یکے از صفات الٰہی	صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی صفات
آنست تا جلیس من ذکرنی ۔	کے مظہر ہیں اور اللہ تعالیٰ کی صفات
	میں سے ایک اللہ کی صفت یہ بھی ہے
	جو شخص اللہ کو یاد کرے اللہ اس کے
	پاس ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم
	اس صفتِ ربّی کے مظہر ہیں ۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بھی شخص یاد کرے حضورؐ اس کے پاس حاضر و
موجود ہوتے ہیں ۔ کروڑوں لاکھوں غلام یاد کریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس
کروڑ جگہ لاکھ مکان میں ہوں گے ۔

فقیر نے اب تک دلائلِ کثیرہ نقلیہ عقلیہ اجلّ محدّثین محقّقین، مفسّرین، فقہاء، اولیآء، اتقیاء، اصفیاء، اقطاب، ابدال، افراد، اوتاد، اغواث کی تصریحات نقل کی ہیں اُن کی کُتبِ مبارکہ سے جس عقیدے پر اتنے بڑے بڑے اکابرین امّت کا اجماع ہو اس کو آج شرک کفر کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اکابرین محدّثین مفسّرین اولیاء کاملین ہی معاذ اللّٰہ کافر و مشرک ہوئے ہیں۔ حاضر و ناظر کا عقیدہ نیا نہیں، بلکہ دیوبندی وہابی مذہب کی ابتداء سے سینکڑوں سال پہلے کا عقیدہ ہے ـــــ تمام اہلِ سنّت اہلِ حق کا عقیدہ صحابہ کا عقیدہ تابعین تبع تابعین کا عقیدہ تمام محققین امت کا عقیدہ ہے جیساکہ ان کی تصریحات ان کے فتاویٰ کا اوپر بیان ہو چکا ہے۔

تأثرات

لفظوں کی حُرمت کا پاسبان!

مادیت پرستی کے بڑھتے ہوئے تیز طوفان نے ہمارے دینی اور علمی رویّوں کو بُری طرح متاثر کیا ہے۔ کتاب نگاری کے عمل میں یہ صورتحال مزید پریشان کُن ہے۔ آج معیار کی جگہ مقدار نے لے لی ہے۔ راتوں رات مشہور ہونے کے جنون میں مبتلا بعض مصنّفین یہ حقیقت بھی فراموش کر چکے ہیں کہ کتابوں کا بڑھتا ہوا اسکور اکثر اوقات محض اخبار کی ایک خبر ثابت ہوتا ہے جس کی عمر صرف ایک دن ہوتی ہے۔ تن آسانی اور سہل پسندی نے ہمارے مذہبی لکھاریوں کے اذہان پر جمود طاری کر رکھا ہے۔ حالت یہ ہے کہ دس مختلف مصنّفین کی کُتب کا مطالعہ کرنے کے بعد یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ایک ہی کتاب پڑھی ہے گویا

؎ شعر ہوتے ہیں میرؔ کے سارے

ایسے حالات میں ایک مصنّف ایسا بھی ہے جس نے دین داری کو دکانداری پر ترجیح دی ہے اور قلم کی حرمت کو پامال ہونے سے بچانے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ وہ لفظوں کی حرمت کا پاسبان ہے اور اس نے اسلام کے نام پر سچ اور جھوٹ کو نہ لا ملا کر لوگوں کو گمراہ کرنے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ اس کی شخصیت اور فکر میں فاصلہ نہیں ہے۔ وہ جو سوچتا ہے پوری دیانت داری سے سپردِ قلم کر دیتا ہے۔ جوش اور ہوش کا خوب صورت امتزاج رکھنے والا

یہ مجاہد قلم کار ڈاکٹر محمود احمد ساقی ہے۔ جس کی محبت اور قابلیت کے میری طرح بہت سے لوگ معترف ہیں

میرے خیال میں ڈاکٹر محمود ساقی نے رب العلمین سے کسی موقع پر اپنے لیے یہ دعا ضرور کی ہوگی کہ .

؎ صاف لہجہ مجھے دے ، سادہ بیانی مجھے دے

اور یہ دعا کچھ اس انداز میں قبول ہوئی کہ آج اس مانوس شخص کو سننے اور پڑھنے کو بے ساختہ جی چاہتا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر محمود احمد ساقی کی ہر کتاب کتابوں کے ریگستان میں تازہ ہوا کا جھونکا ہے۔

"حاضر و ناظر رسول صلی اللہ علیہ وسلم" مناظرِ اسلام حضرت علامہ مفتی محمد عنایت اللہؒ جیسی باطل شکن شخصیت کی عظیم تصنیف ہے۔ جس کی ترتیب و تحقیق کا اعزاز ڈاکٹر محمود احمد ساقی کو حاصل ہوا ہے۔ یہ اُن کے عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور علم دوستی کا واضح ثبوت ہے۔ کتاب میں موضوع کی مناسبت سے حضرت امام قونویؒ، حضرت امام ابن القیم حنبلیؒ، حضرت امام شعرانی شافعیؒ، حجۃ الاسلام حضرت امام غزالیؒ، مُلّا علی قاریؒ اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے عقائد و دلائل بے مثال ہیں۔

مجھے یقین ہے کہ کتاب کی اشاعت کے بعد عوام الناس بالخصوص علمی ذوق رکھنے والے حضرات کو اس اہم ترین موضوع کو سمجھنے میں آسانی ہوگی۔

میں ڈاکٹر محمود احمد ساقی کو ایک اور کامیاب علمی کوشش پر مبارک پیش کرتا ہوں۔

محمد اسلم سعیدی
تبصرہ نگار روزنامہ "پاکستان" لاہور

اسلامی عقائد

قرآن وسنّت کی روشنی میں

مصنّف

ڈاکٹر محمود احمد ساقی

صفحات : ۱۱۰

تبصرہ نگار : محمد اسلم سعیدی روزنامہ "پاکستان" لاہور

زیرِ نظر کتاب ڈاکٹر محمود احمد ساقی
کی اہم علمی کاوش ہے۔ یہ کتاب نوجوانوں
اور نومسلم حضرات کے لیے انتہائی مفید ہے۔ اس
میں اسلامی تعلیمات کو جدید سائنسی علوم سے ہم آہنگ کر کے
قرآن وسنت کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں دیگر مذاہب
سے اسلام کا تقابل بھی کیا گیا ہے اور اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے دلائل
سے کام لیا گیا ہے۔ کتاب کا اسلوبِ نگارش دلنشیں اور مانوس ہے۔ پڑھنے والا متاثر
ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ تصنیف میں "وجود باری تعالیٰ ـــ دلائل"
"ایمان اور اسلام" ـــ "ادیان باطلہ اور اسلام" کے ابواب
خاص طور پر قابلِ توجہ ہیں۔ خوبصورت ٹائیٹل۔ دیدہ زیب
کتابت وطباعت۔ صوری ومعنوی خوبیوں کا مرقع